رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

یکم شہادت ۱۳۴۴ ہش | ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۸۴ھ | یکم اپریل ۱۹۶۵ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۰ مارچ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ مورخہ ۲۷ مارچ بوقت ۸ بجے صبح کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ

کل حضور کی طبیعت نسبتاً بہتر رہی نزلہ ابھی کچھ باقی ہے اور ضعف بھی ہے۔ (واضح ہو کہ ہفتہ زیر رپورٹ حضور کو انفلوئنزا کی تکلیف ہو گئی تھی) رات نیند آ گئی اس وقت طبیعت اچھی ہے۔ الحمد للہ

احباب جماعت حضور کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے حضور کو شفا بخشے۔ آمین۔

قادیان ۳۰ مارچ۔ محترم مولانا عبد الرحمان صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان سلسلہ کے کام سے ... حیدرآباد کے لئے لشا ہجہانپور گئے ہوئے تھے۔ آج مورخہ ۳۰/۳/۶۵ کو بخیریت واپس تشریف لے آئے۔

— محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کے اہل و عیال قادیان میں بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں محترم صاحبزادہ صاحب تا حال یادگیر کے سفر سے واپس تشریف نہیں لائے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر ہو اور بخیریت واپس دار الامان لائے۔ آمین۔

علاقہ جنوبی ہند کا تبلیغی و تربیتی دورہ

مرتبہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب مولوی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدرآباد

نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان کی ہدایت کے پیش نظر سالہائے گذشتہ کی طرح امسال بھی یہ دورہ محترم الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب صدر جنوبی ہند تبلیغی کمیٹی کی زیر نگرانی مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۶۵ء بروز ہفتہ حیدرآباد سے شروع ہونا قرار پایا اور اس وفد میں محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ دہلی۔ محترم مولانا میر اللہ صاحب مبلغ بمبئی محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب مبلغ میسور سٹیٹ اور خاکسار شامل ہیں۔

اس مرتبہ پروگرام کے مطابق مورخہ ۱۲ مارچ بروز جمعہ صبح ۷ بجے دہلی سے محترم مولوی بشیر احمد صاحب اور شموگہ سے مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب حیدرآباد تشریف لائے

حیدرآباد میں پینتیسواں جلسہ سالانہ

اس تبلیغی دورہ کا پہلا جلسہ عام حیدرآباد و سکندرآباد کے پینتیسواں جلسہ سالانہ کے طور پر مورخہ ۱۳ مارچ بروز ہفتہ بعد نماز مغرب و عشاء احمدیہ جوبلی ہال کے شمالی جانب واقع بس سٹینڈ میں وسیع پیمانہ پر منعقد ہوا۔ جلسہ گاہ میں بڑے بڑے دو شامیانے اور قناتیں لگائی گئیں اور اسے خوبصورت جھنڈیوں اور متعدد ٹیوب لائیٹوں سے خوب مزین کیا گیا۔

جلسہ کا آغاز ٹھیک ۷½ بجے مکرم الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد کی صدارت میں مکرم محمد عبد اللہ صاحب صاحب کی تلاوت قرآن کریم اور مکرم سید احمد افضل صاحب کی نظم کے ساتھ ہوا۔ سب سے پہلے مکرم مولوی محمد صادق صاحب سیکرٹری تبلیغ نے خطبہ استقبالیہ پڑھ کر سنایا جس میں انہوں نے اس جلسہ کے انعقاد کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کا قیام اسلام کی صحیح تعلیم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہوئے تشنہ روحوں کو روحانی پانی سے سیراب کرنے کے لئے ہوا ہے اسی غرض کی خاطر جماعت احمدیہ کے مبلغین دنیا کے تمام کونوں تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی کے طور پر یہ جلسہ منایا جاتا ہے۔

خطبہ استقبالیہ کے بعد پہلی تقریر مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب کی زیر عنوان ہستی باری تعالےٰ ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ ہستی باری تعالےٰ مذہب کی جان ہے اس لئے کہ مذہب اس راستے کا نام ہے جس پر چل کر انسان خدا تعالےٰ تک

سفر جلسہ سالانہ قادیان کے مبارک نتائج

مغربی بنگال کے پندرہ ۱۵ احباب داخل سلسلہ عالیہ احمدیہ ہوئے

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن کلکتہ

جماعت احمدیہ کلکتہ تقریباً ہر سال جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کے لئے چند غیر مستطیع احمدی احباب اور زیر تبلیغ غیر احمدی احباب کو اپنے خرچ پر بھجوانے کا انتظام کرتی ہے۔ چنانچہ گذشتہ جلسہ سالانہ قادیان منعقدہ ماہ دسمبر ۱۹۶۴ء کے موقعہ پر بھی جماعت کی طرف سے چودہ احباب کو بھجوایا گیا ایسے پروگرام کے دو فائدے ہوتے ہیں۔ اول تو احمدی احباب کو قادیان میں شعائر اللہ کی زیارت۔ دعاؤں میں شرکت۔ اور تقاریر سننے کے نتیجہ میں اپنے ایمان کو تازہ رکھنے اور مضبوط بنانے کا موقعہ ملتا ہے دوسرے غیر احمدی احباب کو ہمارے زیادہ قریب ہوکر ہمارے مرکز کے حالات اور ہمارے عقائد و اعمال کو دیکھنے اور پرکھنے کا موقعہ ملتا ہے۔ اور ان کو اس پاکیزہ ماحول میں سوائے اسلام کے اور کچھ نظر نہیں آتا اور اس طرح معاندین احمدیت کے جھوٹے پراپیگنڈے اور وساوس کا اثر خود بخود زائل ہو جاتا ہے۔ اور ان کے لئے ہدایت کو پانے کا راستہ کھل آتا ہے چنانچہ امسال ہمارے ساتھ جو غیر احمدی احباب قادیان تشریف لے گئے تھے۔ ان میں سے دو نے ترجیب سالانہ کے دنوں میں ہی بیعت کرلی جن میں سے ایک دوست ہوڑہ کی ایک مسجد میں پیش امام تھے۔ جلسہ سالانہ سے واپس آنے کے بعد مکرم جناب مشرق علی صاحب ایم۔ اے۔ بی ٹی و مکرم ماسٹر علی اکبر صاحب مع اہل و عیال و دوست گردان کل دس افراد بیعت کر کے داخل سلسلہ ہو گئے۔

ان کے علاوہ ماہ جنوری میں بانسرہ گاؤں کی ایک خاتون اور بڑتلا گاؤں کے مولانا عبد الحنان صاحب عبقری نے بھی بیعت کرلی۔ الغرض جلسہ سالانہ قادیان کے بعد ۱۵ احباب بیعت کر کے داخل سلسلہ احمدیہ ہو چکے ہیں۔ اور یہ جلسہ سالانہ قادیان کے مبارک سفر کے نتائج ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

مزید برآں یہ امر باعث خوشی ہے کہ مولانا عبد الحنان صاحب عبقری ساکن بڑتلا کے داخل سلسلہ احمدیہ ہونے کے بعد بنگالی مسلمانوں میں احمدیت کے قبول کرنے کا رجحان بڑھ رہا ہے متذکرہ بالا نو مبائعین بھی بنگالی ہی ہیں۔ گو اب اس علاقہ میں احمدیت کی مخالفت بھی ترقی پر ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس مخالفت کے نیک نتائج بھی ظاہر ہو رہے ہیں اسلئے احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ان نو مبائعین کو ثابت قدمی عطا فرمائے۔ اور ان کے ذریعہ بہتوں کو ہدایت دے۔ اور ہماری تبلیغی و تربیتی مساعی کے شاندار و نیک نتائج ظاہر ہوں۔ آمین۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رام آرٹ پریس امرتسر سے چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

پہنچ سکتا ہے اور اس کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن اگر سرے سے کوئی خدا ہی نہیں تو مذہب کی کوئی حقیقت باقی نہیں رہ جاتی۔ اللہ تعالیٰ کے وجود پر یقین کامل حاصل کرنے کے لئے تین مدارج یعنی علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کا ذکر کرتے ہوئے فاضل مقرر نے قرآن کریم کے متعدد حوالوں سے ہستی باری تعالیٰ کے دلائل پیش فرمائے۔

دوسری تقریر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل کی رحمۃ للعالمین کے موضوع پر ہوئی۔ آپ نے بتایا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترسیٹھ سالہ زندگی ایک کھلا ہوا صحیفہ ہے جس کا ہر ورق تمام دنیا کے لئے اسوۂ حسنہ اور مشعل راہ ہے۔ آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت کے وحشت و بربریت کے حالات کا نقشہ کھینچتے ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا میں رونما ہونے والے عظیم روحانی انقلاب کا نہایت ہی حسن پیرائے میں تذکرہ فرمایا۔ فاضل مقرر نے آنحضرت صلعم کی پاکیزہ زندگی کے متعدد واقعات کے ذریعہ اسلام کی پیش فرمودہ مساوات کی تعلیم پر روشنی ڈالی۔ نیز واقعہ غار ثور کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مکڑی کے جال کو ان اوھن البیوت لبیت العنکبوت فرما کر نہایت ہی کمزور اور بے قیمت قرار دیا ہے۔ لیکن خدا نے اس واقعہ کے ذریعہ یہ بھی بتایا کہ اس کمزور جال کے پیچھے اگر خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہو تو وہ ایک عظیم الشان اور مضبوط آہنی قلعہ بن سکتا ہے۔

اس تقریر کے بعد مکرم مسعود احمد صاحب نے حضرت امیر المومنین کی ایک نظم

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا راہ نما ہے

خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ تیسری تقریر برادرم مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ہوئی۔ آپ نے اسلام کی اشاعت ثانیہ کے عنوان پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اسلام کے ... ابتدا سے ہی دو عظیم الشان ... مقرر فرمائے ہیں ایک زمانہ وہ ہے جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی۔ اور دوسرا زمانہ وہ ہے جس میں آنحضرت نبی کریم ... علیہ وسلم ... بعثت مقرر

الذی بعث فی الامیین رسولا منهم ...... وآخرین منهم لما یلحقوا بهم... کی تشریح کرتے ہوئے اس بات کو قرآن کریم کے ذریعہ ثابت کیا۔ مقرر نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کے وجود کو اور آپ کی قائم کردہ جماعت کو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے طور پر پیش کیا۔

اس کے بعد اس جلسہ کی آخری تقریر مکرم میر احمد صادق صاحب ایم۔ اے جنرل سیکرٹری جماعت حیدر آباد کی زیر عنوان "تبلیغ اسلام دنیا کے کناروں تک" ہوئی۔ آپ نے بتایا کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تکمیل شریعت کا زمانہ تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ تکمیل اشاعت کا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی قائم کردہ جماعت کے ذریعہ دنیا کے کناروں تک وسیع پیمانہ پر ہونے والی تبلیغ اسلام کا نقشہ کھینچتے ہوئے مقرر صاحب نے دنیا میں رونما ہونے والے عظیم روحانی انقلاب کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔ اس کی تصدیق میں ہندوستان اور بیرونی ممالک کے عظیم لیڈروں اور مشہور اخباروں کی آراء پڑھ کر سنائیں اور ان متعدد ممالک کا بھی ذکر کیا جہاں اس وقت جماعت احمدیہ تبلیغ اسلام کا اہم فریضہ سر انجام دے رہی ہے اس کے بعد صدارتی تقریر ہوئی جس میں آپ نے جماعت احمدیہ کے خلاف پیدا کی جا رہی غلط فہمیوں کے ازالہ کیلئے مبلغین سے رابطہ پیدا کرنے اور لٹریچر کے مطالعہ کرنے کی تلقین کی اس کے بعد ایک پرسوز دعا ہوئی۔

جلسہ سالانہ کا دوسرا دن

دوسرے دن کا جلسہ عام ۱/۲ ۷ بجے شام زیر صدارت مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب منعقد ہوا۔ مکرم مولوی محمد صادق صاحب کی تلاوت قرآن کریم اور مکرم محمد عبد الفہیم صاحب کی نظم کے بعد سب سے پہلی تقریر خاکسار کی "موجودہ دنیا کے مسائل اور ان کا حل" کے عنوان پر ہوئی۔ میں نے مختلف بین الاقوامی۔ ملکی اور سماجی مسائل پیش کرتے ہوئے ان کے حل کے لئے اسلام کی تجویز کردہ تعلیمات کی وضاحت کی۔ خاص طور پر مسلمانوں کو پیش آمدہ مختلف ... کا ذکر کرتے ہوئے ان کے حل کے لئے اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث فرمودہ امام زمان کا تذکرہ کیا اور بتایا کہ دنیا کے تمام ... کئے جا سکتے ہیں اور ... اپنے خیالات ... ایک خوشگوار تبدیلی ... اور ایک

روحانی انقلاب کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں۔ خاکسار نے امن عالم کے قیام کے لئے اسلام کی طرف سے پیش کردہ تعلیمات کا بالتفصیل ذکر کیا۔

اس کے بعد مکرم محمد ظہور الدین صاحب نے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی بعدہ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل نے زیر عنوان "قومی یکجہتی اور اسلامی تعلیمات" ہوئی۔ آپ نے بتایا کہ قومی یکجہتی کا بہترین ذریعہ تمام دنیا کو بلا امتیاز مذہب وملت ایک نقطۂ مرکزی پر جمع کرنا ہے۔ تمام دنیا کو اسی مذہبی نقطہ پر جمع کرنے کے لئے توحید کی تعلیم دینے کے لئے مختلف زمانوں قوموں اور ملکوں میں انبیاء آتے رہتے ہیں۔ جن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ وان من امۃ الا خلا فیها نذیر۔ اور ولکل قوم هاد یعنی ہر قوم اور ہر ملت میں ہم نے رہنما اور ہادی بھیجے ہیں۔ آپ نے بتایا کہ مختلف مذاہب کے درمیان محبت و پیار بڑھانے اور اتفاق و اتحاد پیدا کرنے کے لئے ضروری تعلیم یہ ہے کہ ان تمام بانیان مذاہب کا احترام کریں کسی کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے والی کوئی حرکت نہ کریں۔ قومی یکجہتی کو قائم کرنے کے لئے حب الوطنی کے جذبات پیدا کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فاضل مقرر نے فرمایا کہ اس جذبہ کے نتیجہ میں ہندوستان میں دائمی امن اور قومی یکجہتی پیدا ہو سکتی ہے۔ آپ نے اپنی تقریر میں بتایا کہ جماعت احمدیہ کی یہ پالیسی ہے کہ حکومت کے خلاف کی جانے والی کسی سٹرائیک یا دیگر باغیانہ کارروائیوں میں حصہ نہ لے۔ اور جماعت احمدیہ کی آج تک کی روشن تاریخ اس بات کا بین ثبوت ہے۔ فاضل مقرر نے اپنی تقریر میں ہندوستان میں قومی یکجہتی قائم کرنے کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے پیش فرمودہ ذرائع کا ذکر فرمایا۔ اس پر لطف اور معلوماتی تقریر کے بعد مکرم سید ... عمر صاحب نے سلام بحضور خیر الانام کے عنوان پر ایک نظم نہایت ہی رقت آمیز رنگ میں سنائی۔

بعدہ مکرم میر احمد صادق صاحب جنرل سیکرٹری نے اختتامی تقریر کی۔ جس میں انہوں نے ... ذکر ... کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ موجودہ زمانہ میں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو دنیا میں بلند سے بلند تر کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو کھڑا کر دیا ہے۔ اسی ضمن میں مقرر ... کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ... نے کے لئے ... جاری ... احمدیہ کی ...

کی وضاحت فرمائی۔ آخر میں آپ نے تمام مقررین۔ حاضرین جلسہ اور منتظمین کا شکریہ ادا کیا۔

اس کے بعد مکرم صدر صاحب نے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے عنوان پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں سے متعدد حوالہ جات پیش کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ جماعت احمدیہ کے عقائد وہی ہیں جو کہ خدا تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے قرآن اور احادیث کے ذریعہ دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں۔ نیز بعض فروعی مسائل کا ذکر کرتے ہوئے ان کی وضاحت کی اور اسلامی تعلیمات کی رو سے جماعت احمدیہ کے موقف کو صحیح ثابت کیا۔ علاوہ ازیں آپ نے جماعت احمدیہ اور اس کے بانی کے متعلق کئے جانے والے بعض اعتراضات کا تسلی بخش طور پر جواب دیا اور فرمایا کہ جماعت احمدیہ کے خلاف پیدا کی گئی غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے جماعت کے مبلغین کے ساتھ رابطہ پیدا کیا جائے اور سلسلہ احمدیہ کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے۔

صدارتی تقریر کے بعد ایک لمبی اور پرسوز دعا ہوئی۔ اس کے بعد یہ جلسہ سالانہ نہایت ہی خیر وخوبی اور کامیابی کے ساتھ ٹھیک ۱۱ بجے شب اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ علے ذالک

جلسہ کے متعلق تمام شہر میں بڑے بڑے پوسٹر اور چھوٹے چھوٹے اشتہاروں کے ذریعہ تشہیر کی گئی تھی۔ نیز یہاں کے مشہور اور کثیر الاشاعت اخبار سیاست، ملاپ، رہنمائے دکن اور انگارے وغیرہ میں جلسہ کے متعلق اعلان آ گیا تھا۔

خدا تعالیٰ کے خاص فضل و احسان سے کہ ہر دو دن کے جلسوں میں حاضرین کی تعداد بہت زیادہ تھی اور پورا جلسہ گاہ اور اس کے باہر بھی لوگوں کا بہت بڑا مجمع تھا اور تمام حاضرین ساری تقریروں کو اول تا آخر نہایت ہی سکون اور دلچسپی سے سماعت فرماتے رہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تقاریر کے اچھے اثرات اور نتائج پیدا کرے۔ آمین۔

ولادت

برادرم محمد سلیمان صاحب درویش کارکن دفتر بیت المال کے ہاں اللہ تعالیٰ نے دو بچیوں کے بعد محض اپنے فضل سے مورخہ ۲۲/۳/۶۵ کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ الحمد للہ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیکی و صحت کی لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور خادم دین بنائے۔ آمین۔

خاکسار ...

قادیان

وہی نیکی بابرکت اور نتیجہ خیز ہوتی ہے جس میں استقلال اور دوام کا رنگ پایا جائے

نمازیں انسان کے روحانی اعضا ہیں ان میں سستی کرنا روحانی اعضا کو کاٹنے کے مترادف ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک بصیرت افروز تقریر

فرمودہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۴۵ء بعد نماز مغرب بمقام قادیان

فرمایا:-

میں نے اپنے خطبات میں جماعت کو کئی دفعہ توجہ دلائی ہے کہ

کام وہی بابرکت اور نتیجہ خیز ہوتا ہے

جس میں استقلال اور دوام کا رنگ پایا جاتا ہو۔ یوں تو ادنیٰ سے ادنیٰ اور ذلیل سے ذلیل انسان بھی کبھی نہ کبھی کوئی نیکی کر لیتا ہے لیکن اس کا دو دن کے لئے نیکی پر کاربند ہونا اس بات کی علامت نہیں سمجھی جا سکتی کہ وہ فی الحقیقت نیک انسان ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کچھ عرصہ باقاعدہ نمازیں ادا کرتا ہے۔ کچھ عرصہ چندہ دیتا ہے دین کے لئے قربانی بھی کرتا ہے لیکن کچھ عرصہ کے بعد ان سب باتوں کو چھوڑ دیتا ہے تو کوئی عقلمند انسان ایسا نہیں جو ایسے شخص کو کامل طور پر ایماندار یا متقی سمجھ سکے۔ ہمارے ملک کی مساجد ہی ہے

کچھ مساجد ایسی بھی ہیں

جو کنجنیوں کی بنوائی ہوئی ہیں یا بعض ایسے لوگوں کی بنوائی ہوئی ہیں جن کی ساری عمر ظلم و تعدی اور دوسری بدعات میں گزری لیکن جب وہ مرنے کے قریب پہنچے تو کوئی مسجد یا کنواں یا مدرسہ یا لائبریری بنوا دی۔ اور اس کے بنوانے کے بعد انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا کام کر دیا ہے اور مسجد یا کنواں یا مدرسہ یا لائبریری بنوا کر اللہ تعالیٰ پر انہوں نے بڑا احسان کر دیا ہے کہ اب اللہ تعالیٰ کا کوئی حق نہیں کہ آخرت میں ان سے ان کے اعمال کے متعلق باز پرس کرے۔ گویا اصل مالک وہ ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا محتاج ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہود کی اسی حالت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ ایسے جاہل اور بے وقوف ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق کہتے ہیں کہ اصل مالدار تو ہم ہیں اور اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ فقیر اور محتاج ہے جو اپنے دین کی اشاعت کے لئے ہم سے پیسے مانگتا ہے (آل عمران ع ۱۹) یہ سب باتیں وہ تمسخر سے کہتے تھے حالانکہ جتنا لمبا سلسلہ انبیاء کا بنی اسرائیل میں گزرا ہے اور کسی قوم میں نہیں گزرا لیکن پھر بھی ان کی ذہنیت میں تبدیلی پیدا نہ ہوئی۔ وہ کبھی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہہ دیتے تھے کہ اذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون (مائدہ ع ۴) کہ جا تو اور تیرا رب دونوں جاؤ اور لڑتے پھرو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ اگر یہ کام ہم نے ہی کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ کا نام درمیان میں کیوں لاتے ہو۔ قربانیاں ہم کریں آدمی ہمارے مارے جائیں اور فتح اللہ تعالیٰ کے نام لگے۔ یہ ذہنیت شیطان ہر زمانہ میں لوگوں کے اندر پیدا کرتا رہتا ہے اور ان کے دلوں میں وساوس اور شبہات پیدا کر کے انہیں اللہ تعالیٰ کی راہ سے برگشتہ کرنا چاہتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے کاموں میں اخفا ہوتا ہے اور اخفا کا رنگ ہوتا ہے اس لئے ظاہر بین نگاہوں کو انسانوں کے ہاتھ کام کرتے دکھائی دیتے ہیں لیکن

اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد

کے سامان ان کی نگاہوں سے پوشیدہ رہتے ہیں یہ کبھی نہیں ہوا کہ آسمان پھٹے اور اس میں سے دنیا والوں کو جبرائیل کا سر نظر آنے لگے۔ اور جبرائیل باواز بلند یہ کہہ رہا ہو کہ اے لوگو! آدم اللہ تعالیٰ کا نبی ہے اور تمہاری طرف اس کا پیغام لے کر آیا ہے۔ اس کی تکذیب اور انکار نہ کرنا اور ایسا آج تک کبھی نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ بنانے کا ارادہ کیا ہو اور شام کے فرشتہ نے آسمان سے سر نکال کر دنیا والوں کو آواز دی کہ اپنے اپنے سر بچا لو اور کمروں کے اندر بیٹھ جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ آسمان سے خانہ کعبہ کے بنانے کے لئے روڑیوں کی ٹوکریوں کی بارش کرنے لگا ہے۔ نہ حضرت آدمؑ کے زمانے میں ایسا ہوا نہ حضرت نوحؑ کے زمانہ میں ایسا ہوا نہ حضرت کرشنؑ اور رام چندرؑ کے زمانہ میں ایسا ہوا اور نہ ہی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے

دین کی اشاعت

اور دین کے کاموں کو سرانجام دینے کے لئے آسمان سے روڑیوں کی بارش کی ہو یا آسمان سے مومنوں کے لئے بیجوں کی بارش کی ہو اور وہ خود بخود رات کو اُگ کر صبح تک بڑے بڑے درخت بن گئے ہوں یا اللہ تعالیٰ کے کسی نبی کو اشتہار چھپوانے کی ضرورت پیش آئی ہو تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے چھپے ہوئے اشتہار اس کی ضرورت کے مطابق پھینک دیئے ہوں یا لڑائی کا موقعہ ہو اور گھوڑوں اور نیزوں کی ضرورت ہو تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے گھوڑوں اور نیزوں کی بارش کی ہو نہ کبھی آج تک ایسا ہوا اور نہ آئندہ ایسا ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے ذریعہ ہی یہ سارے سامان مہیا کرتا ہے لیکن وہ

بنی اسرائیل کی ذہنیت

یہ تھی کہ ہم خدا تعالیٰ کا کام کیوں کریں۔ اللہ تعالیٰ خود کرے۔ چنانچہ باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مان لینے کے شروع سے لے کر آخر تک مختلف رنگوں میں وہ حجت بازی کرتے رہے گو الفاظ تبدیل کر لیتے تھے کبھی کہہ دیتے تھے کہ جا تو اور تیرا رب جا کر لڑو فتح ہو جائے تو ہمیں اگر بتا دینا ہم آ جائیں گے کبھی کہہ دیتے کہ خدا تعالیٰ نے تمہیں روپے نہیں دینا کہ ہم سے مانگتے ہو۔ کیا خدا تعالیٰ فقیر ہے کہ ہم اس کے کاموں کو سرانجام دینے کے لئے اپنا مال خرچ کریں۔ اور یہ بات صرف بنی اسرائیل تک ہی محدود نہیں رہی بلکہ آج مسلمان کہلانے والوں اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں اپنے آپ کو شامل کرنے والوں کا بھی یہی حال ہے اگر

اسلام کی اشاعت کا سوال

ہو تو کہتے ہیں کہ جس نے اسلام بھیجا ہے وہی اس کو برتر اور غالب کرنے کے سامان پیدا کرے گا۔ ہمارے پاس نقدی کچھ نہیں ہے کہ اگر اسلام کے لئے مال کی ضرورت ہو تو کہتے ہیں کہ ہمیں تو خود پیٹ بھر کر روٹی نصیب نہیں ہوتی ہم چندہ کہاں سے دیں گے اگر غریبوں کی غربت دور کرنے کا سوال ہو تو کہتے ہیں کہ جس نے ان کو پیدا کیا ہے وہ خود غربت دور کرنے کے سامان کرے۔ ہم کیوں کریں۔ لیکن جب مرنے لگتے ہیں۔ تو کوئی مسجد یا کنواں یا مہمان خانہ یا امام باڑہ بنوا دیتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ پر بڑا احسان کیا ہے کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کی آنکھیں اب ہمیشہ کے لئے ہمارے سامنے نیچی رہیں گی۔ اور وہ

قیامت کے دن

ہم سے محاسبہ نہیں کر سکے گا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بہت خیر خواہ تھیں وہ آپ سے ملنے کے لئے ایک دفعہ قادیان آئیں۔ آپ نے ان کو تبلیغ کی اور بعض باتیں سکھائیں کہ جا کر اپنے پیر صاحب سے پوچھنا کچھ عرصہ کے بعد وہ دوبارہ قادیان آئیں تو

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ

سے کہنے لگیں کہ ہمارے پیر صاحب کہتے ہیں کہ ہم جانیں اور ہمارا کام ہم قیامت کے دن تمہارے ذمہ دار ہوں گے۔ اور تمہارا ہاتھ پکڑ کر تمہیں جنت میں چھوڑ آئیں گے۔ ہم قیامت کے دن تمہارے وکیل ہوں گے۔ اور وکیل خود بحث کیا کرتا ہے آپ نے فرمایا بے شک وکیل ہی بحث کیا کرتا ہے لیکن اگر بحث میں وکیل سے کوئی بات پوچھی جائے اور وکیل کے پاس وجہ معقول ہو تو وہ جواب دے سکتا ہے لیکن اگر اس کے پاس وجہ معقول نہ ہو تو وہ کیا جواب دے گا یا اگر جواب دیتا ہے اور وہ غلط ثابت ہوتا ہے تو وکیل کا کیا نقصان ہوگا نقصان تو موکل کا ہی ہوگا۔ یہ باتیں آپ نے اس عورت کو سمجھائیں۔ وہ کہنے لگیں کہ [illegible] یہ تو بڑی سمجھ کی باتیں ہیں۔ مگر مجھے یہ باتیں نور الدین نے سکھائی ہیں۔ پھر کہنے لگیں تم فکر نہ کرو جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تم سے پوچھے گا [illegible]

کہ اس کے ذمہ وار ہم ہیں اس کا حساب ہم سے لیا جائے۔ پھر انہیں ڈگر ڈگر کرتے ہوئے جنت میں چلے جانا۔ یعنی پھر تم ڈگر ڈگر کرتے ہوئے جنت میں چلے جانا۔ انہوں نے کہا پیر صاحب سوال تو آپ کا ہے کہ آپ

جنت میں کیسے داخل ہونگے

پیر صاحب نے جواب دیا ہمارا کیا ہے جب آپ لوگ جنت میں چلے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ہم سے کہے گا کہ ان کو تم نے جنت میں بھیج دیا ہے۔ اب تم بولو۔ تو ہم کہیں گے کہ بلاسے ساتھ یہ کیا مذاق ہو رہا ہے۔ کیا ہمارے نانا امام حسینؓ کی قربانی کافی نہ تھی کہ آج ہمیں اعمال بجا لانے کے لئے دق کیا جاتا ہے۔ اس پر ہمیں اللہ تعالیٰ بغیر حساب لئے جنت میں داخل کر دے گا۔ میں سمجھتا ہوں یہ خیالات لوگوں میں اسی لئے پیدا ہوتے ہیں کہ وہ یہ نہیں جانتے کہ نجات ہمارے اپنے اعمال سے وابستہ ہے یہی وجہ ہے کہ اگر وہ کوئی نیکی کا کام کرتے بھی ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ایک ایک احسان سمجھتے ہیں اور یہی ذہنیت ہے جو

نیکیوں پر استقلال اور دوام کی عادت

پیدا نہیں ہونے دیتی لوگ چھوٹی سے چھوٹی نیکی کر کے بھی یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ پر بڑا احسان کر دیا ہے اور احسان خواہ چھوٹا ہو یا بڑا تھوڑا ہو یا زیادہ بہرحال ہوتا ہے گویا وہ اللہ تعالیٰ کو رشوت دیتے ہیں۔ جس طرح کسی شخص کے پاس ٹکٹ نہ ہو اور وہ ریل گاڑی میں سفر کر رہا ہو اور ٹکٹ چیک کرنے والا آجائے تو وہ بجائے پورا کرایہ ادا کرنے کے کچھ رشوت دے کر ٹکٹ چیکر کو خاموش کرا دے یہی حال ان لوگوں کا ہے وہ اس ایک نیکی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی آنکھیں نیچی کرنا چاہتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ اگر ہم ساری عمر نیکیاں کرتے چلے جائیں تو بھی ہماری ذمہ داری ادا نہیں ہوتی وہ لوگ جو کچھ دیر کام کرنے کے بعد کچھ عرصہ

قربانی کرنے کے بعد

تھک کر بیٹھ جاتے ہیں ان کے اندر سستی اور غفلت پیدا ہو جاتی ہے اور اس امر کی ضرورت ہوتی ہے کہ ان کو کچھ بیدار کیا جائے اور ان کو ذمہ داریوں کا احساس دلایا جائے ایسے لوگوں کو

اپنے انجام کی فکر کرنی چاہیئے

کیونکہ اگر ایک شخص ساری عمر بھی کھانا کھاتا رہا ہو لیکن صرف دس دن کھانا نہ کھائے تو وہ یا تو مر جائے گا یا مرنے کے قریب پہنچ جائے گا۔ اگر ایک شخص ہزار سال میں نو سو ننانوے سال اور تین سو چونسٹھ دن تک کھانا کھاتا رہے لیکن صرف بیس پندرہ دن نہ کھائے تو اس کا پچھلا کھایا ہوا آئندہ نہ کھانے والے دنوں میں کام نہیں آئے گا یہی حال انسان کی روحانی زندگی کا ہے اگر اس کو روحانی غذا نہ ملے تو ایسے شخص کی زندگی خطرہ میں پڑ جاتی ہے اور وہ یا تو مر جاتا ہے یا مرنے کے قریب پہنچ جاتا ہے لیکن اگر وہ اپنی حالت کی طرف توجہ کرے اور توبہ استغفار کرے تو اسے اللہ تعالیٰ موت کے گڑھے سے نکال لیتا ہے اور اگر توبہ نہ کرے اور اپنی اصلاح کے لئے نیکی کی طرف قدم نہ اٹھائے تو اس پر موت وارد ہو جاتی ہے پس تھوڑا سا کام کر کے یہ سمجھ لینا کہ ہم نے اپنی آخرت کے لئے بہت کچھ کر لیا ہے یہ محض نفس کا دھوکا ہے یہ ایسی ذہنیت ہے جو عملی حالت کو خراب کر رہی ہے اور اگر ہماری جماعت بھی اس رَو میں بہہ جائے تو یہ قابل افسوس بات ہوگی۔ میں دیکھتا ہوں کہ نمازوں میں پھر سستی پیدا ہو رہی ہے آج اس مسجد میں پہلے سے آدھی قطاریں نماز پڑھنے والوں کی ہیں۔ میرے بیمار ہونے سے اللہ تعالیٰ تو بیمار نہیں ہو گیا وہ تو دیکھتا ہے کہ کون مسجد میں آیا ہے اور کون نہیں آیا۔ دوست آج محلوں میں جا کر لوگوں سے پوچھیں کہ کیا میرے بیمار ہونے سے اللہ تعالیٰ بھی بیمار ہو گیا ہے کہ لوگ نماز پڑھنے کے لئے نہیں آتے۔ کیا اب اللہ تعالیٰ ان کو دیکھ نہیں رہا۔ جیسے پہلے دیکھتا تھا کہ کون مسجد میں آیا ہے اور کون نہیں آیا۔ یا ان کو ضرورت نہیں رہی کہ وہ اس مسجد میں آکر نماز ادا کریں۔ میرے نزدیک نہ آنے والے لوگوں کی حالت بالکل ویسی ہی ہے جیسے سکول کے بچوں کی ہوتی ہے اگر استاد کی توجہ کسی دوسری طرف ہو جائے یا استاد کلاس میں نہ رہے تو بچے تختیاں رکھ کر آپس میں لڑنا شروع کر دیتے ہیں اور اپنے کام کو بھول جاتے ہیں۔ اسی طرح ان لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ میں تو مسجد میں آتا نہیں اس لئے انہیں مسجد میں آنے کی کیا ضرورت ہے بچے تو نادان ہوتے ہیں اس لئے وہ دوسری طرف مشغول ہو جاتے یا آپس میں لڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن مومن تو بہت عقلمند اور بیدار مغز ہوتا ہے۔ اس کا مقصد ہر وقت اس کی آنکھوں کے سامنے رہنا چاہیئے بے شک استاد کی غیر حاضری میں بچے جو کچھ کرتے ہیں استاد کو ان باتوں کا علم نہیں ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ تو عالم الغیب ہے اسے انسان کی ہر حالت کا علم ہوتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ کون کون مسجد میں آیا ہے اور کون کون نہیں آیا۔ لیکن اگر بفرض محال اللہ تعالیٰ یہ فیصلہ کرے کہ میں آج مسجد میں جھانکوں گا نہیں گو اللہ تعالیٰ تو قادر مطلق ہے۔ اس کے لئے تو یہ خیال بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کسی وقت نہ دیکھے لیکن اگر محال کے طور پر فرض بھی کر لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنے علم کو روک دے اور مسجد میں نہ دیکھے تو بھی نقصان اسی شخص کا ہوا جو نماز کے لئے نہیں آیا۔ کیونکہ وہ نماز کے ثواب سے محروم ہو گیا۔ اور میرے نزدیک تو مسجد میں نہ آنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص اپنی آنکھیں پھوڑ ڈالے یا اپنے کانوں کو بند کر دے یا اپنی زبان کاٹ ڈالے یا اپنے دانت توڑ دے یا اپنی ناک کاٹ لے۔ جو شخص اپنے ان اعضاء کو کاٹتا ہے وہی دکھ اٹھاتا ہے اسی طرح نمازیں بھی انسان کے روحانی اعضاء ہیں۔ نمازوں میں سستی کرنا اپنے روحانی اعضاء کو کاٹنے کے مترادف ہے اور اگر کسی ایسے شخص کو جو نہ آنکھیں رکھتا ہو نہ کان رکھتا ہو نہ ناک رکھتا ہو نہ زبان رکھتا ہو نہ ہاتھ رکھتا ہو جنت میں بھی داخل کر دیا جائے تو وہ اس سے کیا فائدہ اٹھائے گا۔ جیسے کسی لولے، لنگڑے اور اندھے شخص کو شالامار باغ میں بٹھا دیا جائے تو وہ اس سے کیا لطف حاصل کر سکے گا اسی طرح جس شخص کے روحانی اعضاء کام نہیں کرتے تو اسے اگر جنت میں بھی داخل کر دیا جائے تو جنت سے کیا لطف اٹھائے گا۔ گو ایسے آدمی کا جس کے روحانی اعضاء کام نہ کرتے ہوں جنت میں جانا ناممکن ہے۔ لیکن اگر فرض کر لیا جائے کہ کوئی شخص فرشتوں کو دھوکا دے کر جنت میں چلا بھی جائے۔ تو وہ اندھا گنجا اور لنگڑا شخص جنت میں جا کر کرے گا کیا۔ اس کی آنکھیں نہیں کہ جنت کے نظاروں کو دیکھ سکے۔ اس کے کان نہیں کہ جنت کی عمدہ آوازوں کو سن سکے اس کی زبان نہیں کہ جنت کے ثمرات کو چکھ سکے۔ اس کے ہاتھ نہیں کہ کسی کو چھو کر اس کی لطافت کو محسوس کر سکے جنت سے تو وہی لطف اٹھا سکتا ہے جس کی نمازیں باقاعدہ ہوں جس کے چندے باقاعدہ ہوں اور وہ تقویٰ کی تمام راہوں پر گامزن ہو۔ کیونکہ یہی چیزیں ہیں جو انسان کے روحانی اعضاء ہیں جس نے ان میں سستی اختیار کی گویا اس نے اپنے روحانی اعضاء کاٹ ڈالے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

> ومن کان فی هذه اعمی
> فهو فی الآخرة اعمی
> (بنی اسرائیل ع ۸)

کہ جو شخص اس دنیا میں روحانی طور پر اندھا ہے وہ اگلے جہان میں بھی اندھا ہوگا جو قرآن مجید کا یہ طریق ہے کہ وہ بات کو نہایت اختصار سے بیان کرتا ہے۔ اور یہ بلاغت کا قاعدہ ہے کہ بات ایک جزو کے متعلق کرتے ہیں مگر تمام اجزاء مراد ہوتے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے کہ

> لهم قلوب لا یفقهون
> بها ولهم اعین لا
> یبصرون بها ولهم
> اٰذان لا یسمعون بها
> (الاعراف ع ۲۲)

یعنی ان کے سینوں میں ظاہری طور پر دل تو موجود ہیں۔ لیکن وہ ان سے کام نہیں لیتے۔ اور ان کی آنکھوں میں ظاہری طور پر ڈیلے تو موجود ہیں لیکن وہ ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے ظاہری طور پر کان تو ہیں لیکن ان سے سنتے نہیں۔ یہ کافر کی علامت ہوتی ہے کہ وہ روحانی لحاظ سے بالکل اندھا بہرا اور گونگا ہوتا ہے وہ ظاہری آنکھیں رکھنے کے باوجود نہیں دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ کے کیا کیا نشانات ظاہر ہو رہے ہیں اور کس طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی نصرت کر رہا ہے وہ ظاہری کان رکھنے کے باوجود نہیں سنتا۔ ہر طرف سے صداقت اور سچائی کی آوازیں بلند ہوتی ہیں۔ چاروں طرف لوگ سچائی کا باآواز بلند اقرار کرتے ہیں۔ لیکن اس کے کانوں میں آواز نہیں پہنچتی۔ اس کے پاس دل ہوتا ہے لیکن وہ صرف ایک گوشت کی بوٹی ہوتی ہے جو کام دل کا ہوتا ہے کہ وہ کسی بات کے متعلق فیصلہ کرے اور اس پر مضبوطی سے قائم ہو جائے یہ بات اس میں نہیں ہوتی۔ پھر کافر گونگا ہوتا ہے یعنی حق کے مقابلہ میں کوئی بات اس کے منہ سے نہیں نکلتی وہ حق کے مقابلہ میں حیران و ششدر رہ جاتا ہے۔ پس

> من کان فی هذه اعمی
> فهو فی الآخرة اعمی

سے مراد صرف آنکھوں کا اندھا پن نہیں بلکہ دوسری آیات بھی اسی مضمون کی ہیں وہ اس کے ساتھ شامل ہیں۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اس دنیا میں روحانی طور پر اندھا ہے وہ اگلے جہان میں بھی اندھا ہوگا جو شخص اس جہان میں روحانی طور پر اصم ہے وہ شخص اگلے جہان میں بھی اصم ہوگا۔ جو شخص اس جہان میں روحانی طور پر ابکم ہے وہ اگلے جہان میں بھی ابکم ہوگا۔ نام ایک عضو کا لیا اور مراد اس سے تمام اعضاء ہیں پس جس شخص کی نہ آنکھیں ہوں نہ کان ہوں۔ نہ ناک ہو نہ ہاتھ ہوں

وہ جنت سے کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت کے متعلق فرماتے ہیں۔

جنت ایسی چیز ہے

کہ مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علیٰ قلب بشر۔ نہ آنکھوں نے اسے دیکھا نہ کانوں نے کبھی اس کی حقیقت کو سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا تصور آ سکتا ہے۔ یہی تینوں الفاظ ہیں جو قرآن مجید نے بیان فرمائے ہیں

لہم قلوب لا یفقہون بہا ولہم اعین لا یبصرون بہا ولہم اذان لا یسمعون بہا ولہم اعین لا یبصرون بہا

کے مقابل پر مالا عین رأت فرمایا۔ اور ولہم اذان لا یسمعون بہا کے مقابل پر ولا اذن سمعت فرمایا اور لہم قلوب لا یفقہون بہا کے بالمقابل ولا خطر علیٰ قلب بشر فرمایا یعنی وہ چیزیں ایسی ہیں کہ مومن ان چیزوں کو اس جہان میں نہیں دیکھتا مگر اگلے جہان میں دیکھے گا۔ لیکن کافر اس جہان میں بھی نہیں دیکھتا اور اگلے جہان میں بھی نہیں دیکھے گا۔ مومن کو ایسی آنکھیں دی جائیں گی جو جنت کی چیزوں کو دیکھیں گی۔ ان سے لطف اندوز ہوں گی اور اگلے جہان میں مومن کو ایسے کان ملیں گے جو جنت کی عمدہ آوازوں کو سن کر لذت اٹھائیں گے اور مومن کو اگلے جہان میں ایسا دل ملے گا جو

جنت کی نعماء

سے لذت اندوز ہوگا۔ کافر کے پاس یہ تینوں چیزیں نہیں ہوں گی کیونکہ وہ روحانیت کے لحاظ سے اس دنیا میں بھی اندھا تھا اور اگلے جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا

وہ روحانیت کے لحاظ سے اس جہان میں بھی بہرہ تھا اور وہاں بھی بہرہ ہوگا اس کا دل اس جہان میں بھی روحانیت کی باتوں سے ناآشنا تھا اور اگلے جہان میں بھی جنت کی لذات سے ناآشنا ہوگا۔ جو حالت اس جہان میں ہے وہی حالت اگلے جہان میں ہوگی۔ میرے خیال میں یہ حدیث اسی آیت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں کچھ ایسے حواس دیئے جائیں گے جو ان حواس کے مشابہ ہوں گے۔ جو اس وقت ہم رکھتے ہیں۔ تو وہ حواس بہت لطیف ہوں گے اور جنت میں کچھ چیزیں ایسی ہوں گی جن کو دیکھ کر آنکھیں لذت اٹھائیں گی۔ کچھ چیزیں ایسی ہوں گی جن سے کان لذت اٹھائیں گے۔

کچھ چیزیں ایسی ہوں گی جن سے قلب محظوظ ہوگا۔ کچھ چیزیں ایسی ہوں گی جن سے زبان لذت پائے گی۔ مثلاً جنت میں ثمرات حسنہ وغیرہ کھانے کو ملیں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ جنتی لوگوں کے متعلق فرماتا ہے کہ وہ کہیں گے ھٰذا الذی رزقنا من قبل لیکن جس شخص کے حواس دنیا میں کام کرتے اور وہ روحانی نعمتوں سے محروم ہیں وہ کس طرح کہہ سکتے ہیں ھٰذا الذی رزقنا من قبل (بقرہ ع ۳) پس جو شخص سوچ سمجھ کر اعمال بجا لاتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ وہ

کسی نیکی سے محروم نہ رہے

اسے ہر نماز کے ذریعہ ایک نئی طاقت دی جاتی ہے اگر وہ حج کرتا ہے تو اسے ایک نئی طاقت عطا کی جاتی ہے۔ اگر زکوٰۃ دیتا ہے تو اسے ایک نئی طاقت عطا کی جاتی ہے اگر وہ نیک بات کسی کو کہتا ہے تو اسے ایک نئی طاقت عطا کی جاتی ہے اگر وہ کسی کی تربیت کرتا ہے تو اسے ایک نئی طاقت عطا کی جاتی ہے۔ اگر وہ اچھے کلمے کی کسی کو تلقین کرتا ہے تو اسے ایک نئی طاقت عطا کی جاتی ہے۔ اگر وہ ظلم و تعدی کو دور کرتا ہے تو اسے ایک نئی طاقت عطا کی جاتی ہے اگر وہ کسی

مصیبت زدہ کی مدد

کرتا ہے تو اسے ایک نئی طاقت عطا کی جاتی ہے ہر نیکی جو انسان کرتا ہے اس کے ذریعہ وہ اپنی ایک نئی حس اور نئی طاقت کو زندہ کرتا ہے جو جنت میں اس کے کام آنے والی ہے۔ جتنی نعمتیں جنت میں ہیں اگر انسان چاہے کہ ان سب سے لطف اٹھائے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کے مقابل پر زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرے جس طرح انسان دنیا میں اچھے نظارے دیکھ کر لطف اٹھاتا ہے ناک سے خوشبو سونگھ کر یا کانوں سے اچھی آوازوں کو سن کر لطف اندوز ہوتا ہے یا زبان سے چکھ کر لذت اٹھاتا ہے اور ہر ایک چیز کی سینکڑوں بلکہ ہزاروں قسمیں ہوتی ہیں نظارے دنیا میں ہزاروں قسم کے ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے اعلیٰ ہوتے ہیں۔ اسی طرح خوشبوئیں بھی ہزاروں قسم کی ہوتی ہیں۔ اچھی آوازیں بھی ہزاروں قسم کی ہوتی ہیں۔ اور چیزوں کے ذائقے بھی ہزاروں قسم کے ہیں۔ ہر ایک آدمی کا ذوق مختلف ہوتا ہے بعض آدمی ترش چیز کو پسند کرتے ہیں لیکن بعض ترش چیز کو سخت ناپسند کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے ذوق ایک سے نہیں

نہیں ہوتی۔ اور جن کو ترش چیز پسند ہے وہ بھی سارے کے سارے کسی ایک چیز کو پسند نہیں کرتے بلکہ مختلف طبائع مختلف چیزوں کو پسند کرتی ہیں کیونکہ ترش چیزیں کوئی ایک یا دو قسم کی نہیں بلکہ ہزاروں قسم کی ہیں۔ بعض مٹھاس کو پسند کرتے ہیں۔ آگے مٹھاس کی بھی ہزاروں قسمیں ہیں بعض کو گڑ پسند ہوتا ہے بعض گنے کو پسند کرتے ہیں بعض کو زردہ پسند ہوتا ہے بعض کو فیرنی پسند ہوتی ہے

یہ سب چیزیں میٹھی ہیں۔ لیکن کسی کو کوئی میٹھی چیز پسند ہوتی ہے اور کسی کو کوئی اسی طرح جنت کی نعمتیں بھی لاکھوں کروڑوں قسم کی ہوں گی مگر ان کے مقابل پر انسان کو بھی کروڑوں کروڑ نیکیاں کرنی چاہئیں

قرآن مجید سے پتہ لگتا ہے

کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں مومنوں کے لئے افتراق اور جدائی پسند نہیں فرمائی پس وہاں اعلیٰ اور ادنیٰ کا امتیاز اس رنگ میں باقی نہیں رہے گا کہ وہ ایک دوسرے سے جدا رہیں۔ بلکہ ان کو ایک درجہ میں جمع کر دیا جائے گا۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ اور دوسرے انبیاء بھی جنت کی لذات سے اسی طرح سو فی صدی لطف اندوز ہو رہے ہوں گے جس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لطف اندوز ہو رہے ہوں گے

اصل بات یہ ہے

کہ چونکہ جذباتی لحاظ سے انسان پر اس کے پیاروں کی جدائی شاق گزرتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ادنیٰ اور اعلیٰ کے امتیاز کو مٹا کر ایک ہی مقام میں ان کو جمع کر دے گا۔ مگر اس کے باوجود ان میں مدارج کا امتیاز ہوگا۔ ایک ہی پلیٹ سے دو آدمی کھانا کھاتے ہیں۔ تو ہر ایک ان میں سے اپنے ذوق کے مطابق اس سے لطف اندوز ہوتا ہے ہر روز گھر میں کھانا پکتا ہے۔ میاں بیوی بچے اور دوسرے رشتہ دار اسے کھاتے ہیں مگر کیا وہ سارے کے سارے ایک سا مزہ اٹھاتے ہیں۔ حالانکہ وہ سب کے سب ایک ہی کھانے میں شریک ہوتے ہیں پس شرکت سے یہ ضروری نہیں ہوتا کہ وہ سب مزہ اٹھانے میں بھی برابر ہوں جنت میں

مشارکت بھی ضروری ہے

کیونکہ اگر سارے رشتہ دار ان نعمتوں میں

شامل نہ ہوں۔ تو جنت پورا انعام نہیں کہلا سکتی۔ باپ کہے گا میرا بیٹا میرے پاس نہیں ہے بیوی کہے گی میرا خاوند میرے پاس نہیں ہے خاوند کہے گا میری بیوی میرے پاس نہیں ہے بیٹا کہے گا میرے ماں باپ میرے پاس نہیں ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سب کو جمع کر دے گا۔ مگر باوجود ایک جگہ جمع ہونے کے ضروری نہیں ہے کہ وہ سب جنت کی نعمتوں سے ایک جیسا لطف اٹھائیں جیسا کہ ہمارے گھروں میں عام طور پر ایک ہی کھانا پکتا ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ بیوی خاوند کے لئے تو پلاؤ پکائے بچوں کے لئے قورما پکائے اور اپنے لئے دال پکائے۔ کوئی آدمی بھی اس تفریق کو پسند نہیں کرتا۔ لیکن باوجود اس کے کہ وہ سب ایک ہی کھانے میں شریک ہوں گے ان کے ذوق اور ان کے مزے میں اختلاف ہوتا ہے اگر ان میں سے کوئی بیمار ہے تو وہ اور مزہ اٹھائے گا اور اگر کسی کے دانت نہیں تو وہ اور مزہ اٹھائے گا۔ اور جس کے دانت بھی ہیں اور صحت بھی ٹھیک ہے وہ اس سے اور مزہ اٹھائے گا۔ حالانکہ کھانا ایک ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عزیز اور رشتہ دار اور مقرب صحابہؓ وغیرہ کھانے میں آپ کے شریک ہوں گے تاکہ ان کے دلوں کو ٹھیس نہ لگے۔ لیکن ہر ایک ان میں سے الگ الگ مزہ لے رہا ہوگا۔ اور

درجات کا امتیاز

بھی باقی ہوگا۔ اگر یہ سمجھا جائے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھی بھی سو فیصدی اسی طرح جنت سے لطف اٹھائیں گے جس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لطف اٹھا رہے ہوں گے تو جنت کے مدارج باطل ہو جاتے ہیں۔ اور بڑے اور چھوٹے کا امتیاز باقی نہیں رہتا۔ حالانکہ امتیاز موجود ہوگا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دوسرے لوگ مزہ میں سو فیصدی تب شامل ہو سکتے ہیں کہ ان کے اعمال رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر ہوں لیکن ہم میں سے ہر ایک شخص جانتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اعمال کے لحاظ سے تمام انبیاء سے ارفع اور اعلیٰ ہیں۔ پھر باقی انبیاء آپ کے ساتھ جنت کی نعماء میں سو فیصدی کس طرح شامل ہو سکتے ہیں اس نکتہ کو یاد رکھنے کی

کوشش کرنی چاہیئے

کہ ہم اس دنیا میں اپنے اعمال کے ذریعہ جب ذوق پیدا کریں گے۔ اس کا مزہ ...

جنت کی نعمتوں سے لطف اٹھائیں گے اور سرکشی جن کے کرنے میں کوتاہی سے کام لیں گے ہم اپنے ہاتھ سے اس نعمت کا دروازہ اپنے اوپر بند کر لیں گے اس نکتہ کو پہلے لوگوں میں سے بھی کسی نے بیان نہیں کیا۔ جہاں تک میں نے صوفیاء کی کتابیں پڑھی ہیں کسی نے اس بات کے متعلق بحث نہیں کی اور نہ اس موضوع پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے غرض جنتیوں کے اتصال اور اتحاد سے اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ جنتی لوگوں کو

تسکین قلب حاصل ہو

اور کوئی خلش ان کو تکلیف نہ دے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو بے شک تسکین قلب حاصل تھی لیکن بعد میں آنے والے دل میں ایک خلش محسوس کرتے ہیں کہ کاش ہم بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ہوتے ہم بھی آپ کا زمانہ دیکھتے۔ ہم بھی آپؐ کے ساتھ جنگوں میں شریک ہوتے۔ لیکن جنت میں اس قسم کی کوئی خلش باقی نہ رہے گی۔ پس جنت میں اتحاد اور اتصال بھی ہوگا اور وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ سب رشتہ داروں کو ایک جگہ جمع کر دے گا۔ تاکہ جدائی ان کو تکلیف نہ دے لیکن ان میں مدارج کا امتیاز بھی باقی رہے گا۔ اور وہ اس طرح کہ ہر ایک اپنی نیکی سے اپنے اپنے ذوق اور اپنی اپنی حس کے مطابق جنت کی نعمتوں سے لطف اٹھائے گا۔ پس

یہ بات یاد رکھنی چاہیے

کہ جس جس کو انسان دنیا میں تقویت دے گا۔ اس کے مطابق جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوگا اور آئندہ ان کی تقسیم اس دنیا میں اسی طرح ہو سکتی ہے کہ انسان محض اللہ تعالیٰ کی رضاء اور اس کی خوشنودی کے لئے اعمال بجا لائے اور جہاں اعمال بجا لانے میں استقلال اور مداومت کا رنگ نہ ہو۔ اس وقت تک انسان کی روحانی زندگی پر اثر انداز نہیں ہو سکتے کچھ دن تک التزام سے نماز پڑھنا پھر چھوڑ دینا کچھ دن اصلاح و ارشاد کے کام میں جوش دکھانا پھر خاموشی اختیار کر لینا کچھ دن تک قربانی کرنا اور پھر تھک جانا۔ یہ ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے انسان کی

روحانی زندگی خطرہ میں پڑ جاتی ہے

اور وہ لوگ جو ایسا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اور

تعالیٰ کے فضل پورے طور پر انہیں لوگوں پر نازل ہوتے ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر اعمال بجا لاتے ہیں اور اس بات کے محتاج نہیں ہوتے کہ نبی یا خلیفہ ان کو بار بار توجہ دلائے۔ وہ اس بات کا خیال نہیں کرتے کہ کسی بڑے آدمی نے تحریک کی ہے یا کسی چھوٹے آدمی نے۔ بلکہ وہ ہر نیک تحریک پر خواہ وہ نبی کی طرف سے ہو یا خلیفہ کی طرف سے ہو لبیک کہنے کے لئے تیار رہتے ہیں یہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے مورد بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کبھی پسند نہیں کرتا لوگ نبی یا خلیفہ کی خاطر کام کریں۔ مومن قوم وہی ہوتی ہے کہ خواہ نبی یا خلیفہ زندہ رہے یا فوت ہو جائے اس کے اخلاص میں اور اس کے جوش میں کمی نہ آئے وہ اسی جوش اور اخلاص سے کام کرتی چلی جائے جس جوش اور اخلاص سے وہ پہلے کام کرتی تھی۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جو قوم پورے طور پر موحد ہو۔ اسے دنیا کی کوئی طاقت مٹا نہیں سکتی نہ ملکہ میں اسے کوئی گزند پہنچا سکتی ہیں اور نہ بادشاہتیں اس کا کچھ بگاڑ سکتی ہیں۔ ہمیشہ شرک ہی قوموں کی تباہی اور ہلاکت کا موجب ہوتا ہے پس دوستوں کو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیئے کہ آپ لوگوں سے

اعمال میں کسی قسم کی کوتاہی نہ ہو

اور ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو اختیار کرنے کی کوشش کریں۔ اس میں مداومت اختیار کریں۔ اور کسی بات کے متعلق بھی آپ لوگوں کو بار بار توجہ دلانے کی ضرورت نہ ہو بلکہ ایک ہی توجہ آپ کے لئے کافی ہو۔

جو قوم اس بات کی عادی ہو کہ اسے بار بار بیدار کیا جائے اسے اپنے مستقبل کی فکر کرنی چاہیئے کیونکہ انبیاء اور خلفاء تو اللہ تعالیٰ کی سواریاں ہوتے ہیں جو بوقت ضرورت بندوں کو عطا کی جاتی ہیں اور وہ بڑی حد تک جماعتوں کے بوجھوں کو اٹھاتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ مہربانی کے لئے اپنے بندوں کو یہ سواریاں دے دے تو یہ اس کا احسان ہوتا ہے اور اگر یہ سواریاں نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ کی جماعتوں کا کام ہے کہ وہ ان بوجھوں کو خود اٹھائیں اگر کسی والد کا اپنا بچہ اکڑ کرے جانے کہ میرے سوار نہ ملے تو وہ ان کو لپک نہیں دیتا۔ بلکہ خود اٹھا کر لے جاتا ہے اور

موسیٰ نبی کا سلسلہ

تو انسانوں کے ساتھ جاری ہے۔ اس لئے نہ کسی انسان پر بھروسہ کرنا جائز ہے اور نہ بھروسہ کرنا چاہیئے۔ جن لوگوں میں یہ کیفیت پیدا ہو جائے کہ خواہ کوئی زندہ رہے یا فوت ہو ان کے اعمال میں کوئی کمی واقعہ نہ ہو۔ یعنی ان کے اعمال میں کوئی کمی واقعہ نہ ہو یہی لوگ موحد ہوتے ہیں۔ اور جب توحید کی روح قوم میں سے مٹ جاتی تو قوم بھی مٹ جاتی ہے۔ کیا ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد

اللہ تعالیٰ کا سپرد کردہ کام

چھوڑ دیا تھا۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ بلکہ ہم نے نہایت اخلاص سے جاری رکھا اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے اخلاص کو قبول فرمایا اور ہمیں پہلے کی نسبت بہت زیادہ ترقی عطا کی۔ اگر آئندہ بھی جماعت اس روح کو قائم رکھے کہ کسی کی موت کی وجہ سے ان میں سستی پیدا نہ ہو۔ بلکہ وہ اپنے کام کو پہلے کی نسبت زیادہ ہمت کے ساتھ ترقی دیتی چلی جائے تو اللہ تعالیٰ اسے بہت زیادہ ترقیات دے گا۔ پس یہ بات ہمیشہ یاد رکھو کہ

جس قوم میں توحید زندہ ہے

وہ قوم زندہ رہے گی۔ اور جب قوم میں توحید مٹ جائے گی وہ قوم بھی مٹ جائے گی۔

یادِ رفتگان

(۱)

منشی سید وراثت علی صاحب مرحوم کی وفات ۲۴ جنوری ۱۹۶۶ء کو ہوئی۔ مرحوم نیک خدا رسیدہ عبادت گذار منکسر المزاج تھے۔ بوقت وفات مرحوم کی عمر ۹۰ سال سے متجاوز تھی۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت مرحوم تک حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب رضی اللہ عنہ کے ذریعہ پہنچی تو آپ فوراً ایمان لے آئے آپ سونگھڑہ کے مشہور ولی اللہ اور صاحب کشف حضرت حاجی حسن علی رحمۃ اللہ کے پوتے تھے۔ یہ وہ بزرگ تھے جنہوں نے کہا تھا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام پیدا ہو گئے ہیں مگر تا حال ظہور فرما نہیں ہوئے۔ آپ موصی تھے سب کے خیر خواہ رہے۔ میں نے اپنی پچاس سالہ زندگی میں مرحوم کو کبھی کسی سے جھگڑتے نہیں دیکھا اور نہ کبھی کسی کی غیبت کرتے سنا۔ مرحوم میرے بڑے بہنوئی تھے اور موجودہ صوبائی امیر محترم مولوی فضل الرحمٰن صاحب کے پہلے خسر تھے

(۲)

اخی المکرم سید عبد الواسع صاحب مرحوم میرے حقیقی بھائی تھے۔ فروری ۱۹۶۶ء کو ہم سب کو داغِ مفارقت دے کر اپنے حقیقی مولیٰ سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ہم وہ وقت کبھی بھول نہیں سکیں گے جس وقت مخالفین ایک بڑی تعداد میں ہمارے گھر پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔ اس وقت مرحوم شیر کی طرح ڈٹ کر تیار ہوئے اور کسی قسم کی گھبراہٹ کا اظہار نہ کیا۔ اتفاق موقعہ پر میرے متعلق مخالفین نے یہ غلط خبر شائع کر دی کہ گویا انہوں نے مجھے قتل کر دیا ہے۔ یہ خبر سنکر مرحوم نے ہمارے باقی بھائیوں کے نام لیکر والدہ سے کہا کہ کیا میاں کے بعد ان کو بھی یکے بعد دیگرے احمدیت پر قربان ہونے کے لئے بھیجو!!

ہمارے بھائیوں کو والدہ صاحبہ بلاتی تھیں۔ مرحوم پیچھے ایک لڑکا اور دو لڑکیاں اور ایک بچہ چھوڑے ہیں۔ مرحوم مجھے بیحد محبت رکھتے تھے احباب دعا فرمائیں

(۳)

سیدنا درالنساء صاحبہ بیوہ جناب مولوی سید محمد زاہد صاحب مرحوم جو کہ زہد اور تقویٰ میں سارے سونگھڑہ میں احمدیوں اور غیر احمدیوں میں مشہور رہے وفات پا گئیں مرحومہ مشہور ولی اللہ حضرت حاجی حسن علی رحمۃ اللہ کی پوتی تھیں۔

(۴)

میری چچیری بہن نجو بی بی صاحبہ سفینہ ... ہوا وفات پا گئیں مرحومہ بہت بہادر عورت تھیں یہ بڑی عمر ہو گئی میں گذاری۔

(۵)

مغیرہ خاتون مرحومہ جو کہ سید مولوی سید عبد الخالق صاحب مرحوم کی اہلیہ تھیں وفات پا گئیں۔ احباب جماعت سے ان مرحومین کے لئے دعا مغفرت کی درخواست ہے۔

خاکسار سید محمد یعقوب الرحمٰن عفا اللہ عنہ
سونگھڑوی
Assistant Civil Supplies
officer Dhenkanal

درخواست دعا

مکرم چوہدری نور احمد صاحب پریذیڈنٹ حلقہ گوالمنڈی لاہور کی شادی پر عرصہ بیس سال ہو چکے مگر اولاد سے محروم ہیں احباب ان کے حق میں دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ...

فنِ زُود نویسی کا شاہکار قبر کی آغوش میں

آہ! مولانا محمد یعقوب صاحب طاہر

از مکرم چودھری فیض احمد صاحب گجراتی زود نویس اسیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

معذرت:- استاذی المکرم مولانا محمد یعقوب صاحب طاہر مرحوم جب فوت ہوئے تو میں اس وقت جنوبی ہند کے دورہ پر تھا اور یہ رنجدہ اور انتہائی افسوسناک اطلاع مجھے بنگلور میں الفضل کے ذریعہ ملی۔ دورہ کی مصروفیات ختم ہوئیں تو جلسہ سالانہ اور دوسرے دفتری کاموں نے گھیر لیا۔ اور جلسہ سالانہ کے بعد میری مصروفیات اتنی بڑھ گئیں کہ میں ادائے فرض کے لئے وقت نہ نکال سکا۔ مولانا مرحوم ہمارے شعبہ زود نویسی کے انچارج اور نہایت شفیق اور محبت کرنے والے افسر تھے۔ بعض احباب نے مولانا مرحوم کے حالات الفضل میں اپنے اپنے نقطۂ نظر سے شائع کروائے ہیں۔ لیکن میں ان کے فن پر اختصار کے ساتھ کچھ روشنی ڈالنا چاہتا ہوں تاکہ مرحوم کے لئے دعاؤں کی تحریک ہو۔ ——— خاکسار فیض احمد

یوں تو موت کی اس وادی میں سے ہر ذی نفس کو گذرنا ہے۔ اور اپنے اپنے اعمال کی سزا بھی پاتا ہے۔ لیکن وہ شخص جسے میں اپنے ایک مہربان و شفیق استاد اور افسر اور بھائی کی طرح جانتا تھا اور دنیا سے احمدیت اسے ایک انچارج شعبۂ زود نویسی کی حیثیت سے جانتی تھی جب اس وادی میں سے گذرا ہوگا تو فرشتوں نے آپس میں سرگوشیاں بدلی ہوں گی کہ کیا یہ وہ منکسر المزاج، منکسر اور سادہ بیمار سا شخص ہے جس نے احمدیت کی خدمت کرتے ہوئے لاکھوں صفحات کو اپنے قلم و نظر سے روشناسی بخشیں کیا یہ وہ گمشدہ محنت و اخلاص مولوی محمد یعقوب طاہر رضی اللہ عنہ ہے جس نے اپنی صحت و عافیت کی ساری عمر خدمت سلسلہ کے محاذ پر لگا کر آخر اپنی جان کی بازی ہار دی لیکن احمدیت کو وہ لعل و گہر دے گیا جو اس کے چہرے کو تا ابد درخشاں رکھیں گے۔

زود نویسی ایک فن ہے اور بہت ہی مشکل اور محنت طلب فن ہے۔ اس کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہیں اس کی تحصیل کی مشتاقی کا اتفاق ہوا ہو۔ یوں تو زود نویسی اپنی ذات میں ایک مشکل کام ہے لیکن جب اس کے ساتھ یہ بھی مدنظر رکھا جائے کہ یہ زود نویسی کسی عام مقرر کی تقریروں اور خطبات کے لئے نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ اس عظیم الشان مصلح موعود کے ساتھ کام کرنا ہوتا تھا جسے کسی انسان نے نہیں کسی یونیورسٹی نے نہیں بلکہ خود خدا سے عرش نے یہ بے مثال ڈگری عطا فرمائی ہوئی ہے کہ

"وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا"

"علوم ظاہری و باطنی" کے الفاظ ہونے سے زبان کے ساتھ ادا کر لینا آسان ہے پر ان کے معانی و مفہوم کی تہ تک پہنچنا بہت مشکل ہے۔ اور آج یہ حقیقت تو اپنوں اور اغیار کے سامنے ہے کہ ان معانی کی حد تک صرف وہی عظیم المرتبت انسان پہنچا ہوگا جس کے متعلق خدا نے عرش سے یہ الفاظ فرمائے تھے۔ میری یا کسی دوسرے شخص کی کیا مجال کہ تصور بھی پرواز کر کے رسائی حاصل کر سکے ہاں تو اس عظیم المرتبت مصلح موعود کے کے ساتھ کام کرنے کے لئے بڑے دل گردے اور شب و روز کی محنت درکار تھی آپ اندازہ تو فرمائیں۔ بولنے والا وہ انسان جو علوم ظاہری و باطنی سے پُر ہے۔ اور پھر جو کچھ وہ بولتا ہے اس کی بات میں کیا ہے ہر ہر لفظ ایک نکتہ ادق ہے۔ ہر ہر جملہ ایک درس علم ہے اور ہر ہر فقرہ دریائے معرفت ہے۔ اور چونکہ متکلم عرش عظیم سے ایک بے مثل سند پائے ہوئے ہے۔

علوم ظاہری و باطنی سے پُر

اس لئے ظاہر ہے کہ اس کے الفاظ کو تصور اور قلم کی گرفت میں لانا کتنا بڑا کام ہوگا ادھر ایک مشین ہے جو چلتی چلی جارہی ہے۔ اور دقائق و نکات علم و معرفت ہیں جو موتیوں کی طرح جھڑتے چلے جارہے ہیں۔ اور ادھر ایک کمزور جسم و صحت کا مالک انسان ہے جس کا ہاتھ اور قلم متحرک ہے۔ اور چند منٹ نہیں بلکہ گھنٹوں تک وہ متواتر مصروف حرکت ہے۔ دو دو گھنٹے تین تین گھنٹے چار چار گھنٹے بلکہ سات سات گھنٹے۔ علم لدنی کا دریا اپنی پوری تیزی اور روانی کے ساتھ بہتا چلا جا رہا ہے۔ اور ایک بیمار سا شخص اسی تیزی و روانی کو اپنے حیطۂ قلم میں لاتا جارہا ہے۔ اور وہ بیمار شخص کون ہے۔ یہی مولوی محمد یعقوب طاہر زود نویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ جسے خالق ازل نے پیدا ہی اس لئے کیا تھا کہ اپنے زمانے کا ایک یکتا اور عظیم المرتبت انسان مصلح موعود کی حیثیت میں اپنی روحانی رفعتوں کے ساتھ علم و معرفت کے دریا بہائے اور وہ کمزور سا زود نویس اپنے قلم کے کوزے میں انہیں سمیٹتا چلا جا رہا ہو۔

یہ میں نہیں کہتا بلکہ حضرت مصلح موعود نے خود اپنی زبان مبارک سے یہ سرٹیفکیٹ مولانا محمد یعقوب صاحب کو عطا فرمایا تھا۔ حضور نے فرمایا تھا۔

"عملی طور پر صرف مولوی محمد یعقوب صاحب ہی اس وقت کام کر رہے ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے قدرتی طور پر زود نویسی کا ملکہ عطا کیا ہوا ہے اور جو اکثر خطبات اور ڈائریاں وغیرہ صحیح لکھتے ہیں ۔۔۔ ان کے لکھے ہوئے مضمون کے متعلق میرا ذہن یہ تو تسلیم کر سکتا تھا کہ کسی بات کے بیان کرنے میں مجھ سے غلطی ہوگئی ہے مگر میرا ذہن یہ تسلیم نہیں کر سکتا تھا کہ انہوں نے کسی بات کو غلط طور پر تحریر کیا ہے۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۴۵ء صفحہ [illegible])

یہ اتنا بڑا سرٹیفکیٹ ہے کہ مرحوم نے تو یقیناً اس پر ناز کیا ہوگا۔ لیکن مرحوم کی نسلیں بھی اس پر فخر کریں تو بجا ہے۔

ناچیز راقم چونکہ خود بھی اس فن میں معمولی سی شد بد رکھتا ہے اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ذرا وضاحت سے عرض کیا جائے کہ حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کے خدام میں ایک زود نویس کی حیثیت سے کام کرنا کتنا مشکل ہے۔ قارئین یہ تو جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت مصلح موعود کو وہ رعب و دبدبہ عطا فرمایا ہوا ہے کہ بڑے بڑے دنیاوی عہدے رکھنے والے احمدی اور جماعت کے بڑے بڑے علماء حضور کی خدمت میں پیش ہوتے وقت حضور کے بے پناہ رعب اور شخصیت کی وجہ سے اتنے مرعوب ہوتے ہیں کہ اکثر پسینہ آجاتا ہے۔ اور زبان میں لکنت سی پیدا ہو جاتی ہے۔ مولانا محمد یعقوب صاحب طاہر مرحوم سالہا سال تک حضور انور کی خدمت میں پیش ہو کر اور گھنٹوں حضور کے قدموں میں بیٹھ کر تفسیر نویسی کا کام کرتے رہے ہیں۔ جب حضور تفسیر لکھوا رہے ہوتے تو تیزی سے بولتے چلے جاتے تھے۔ اور مولانا محمد یعقوب صاحب اسی تیزی سے لکھتے چلے جاتے تھے۔ اور اتنے شکستہ خط میں لکھتے تھے کہ لکھنے والے کے سوائے کوئی اُسے پڑھ نہیں سکتا تھا۔ بعد میں گھر پر یا دفتر میں آکر اُسے "صاف" کرتے تھے یعنی صاف خط میں لکھتے تھے۔

"صاف کرنے" کی اصطلاح شعبۂ زود نویسی کی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب خطبہ یا تقریر لکھی جاتی تھی تو اُسے شکستہ و ریختہ خط میں لکھا جاتا تھا۔ اور پھر بعد میں اسے صاف خط میں لکھا جاتا تھا۔ اسے "صاف کرنا" کہا جاتا تھا۔

آج ہماری جماعت میں تفسیر کبیر اور تفسیر صغیر کی صورت میں علم و معرفت کے جو خزانے موجود ہیں اور جن سے مقام مصلح موعود کی تعیین ہوتی ہے۔ یہ وہی خزانے ہیں جنہیں "موعود زمانہ کی زبان فیض ترجمان" نے فرمایا اور مولانا محمد یعقوب صاحب طاہر کے قلم نے محفوظ کیا۔ اتنی تیزی کے ساتھ حضور انور کے قدموں میں بیٹھ کر لکھنا اور پھر اسے صاف کر کے حضور کی خدمت میں نظر ثانی کے لئے پیش کرنا کتنی بڑی محنت کا کام تھا۔ اور پھر صرف محنت کا کام نہ تھا بلکہ صاف کرنے کے بعد جب کوئی چیز حضور کی خدمت میں نظر ثانی کے لئے پیش کی جاتی تھی تو جس زود نویس کی مرتب کردہ ہوتی تھی وہ اس وقت تک سخت متفکر رہتا تھا جب تک حضور کے ملاحظہ کے بعد واپس نہ آجاتی تھی۔ جب پر حضور نے اپنے قلم مبارک سے اصلاح یا ترمیم فرمائی ہوتی تھی۔

یہ بہت بڑا کام مولانا محمد یعقوب صاحب طاہر ہی کا حصہ تھا اور حق یہ ہے کہ مرحوم نے اسے کمال جانفشانی اور محنت سے اور اخلاص سے کیا۔ اور جہاں ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کا جماعت اور اس کی آئندہ نسلوں پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ حضور نے تفسیروں اور تقریروں اور خطبات کی صورت میں علم و معرفت کے خزانے دیئے وہاں جماعت کو مولانا مرحوم کا بھی احسان مند ہونا چاہیئے کہ انہوں نے اپنی جان کی بازی لگا کر یہ خزانے محفوظ کرنے میں بہت بڑی خدمت ادا کی ہے۔

قارئین کے علم میں اضافہ کیلئے بعض امور کی وضاحت کرنا ضروری ہے تا کہ مولانا محمد یعقوب صاحب کی خدمات عظیمہ کا صحیح اندازہ کیا جا سکے۔ اور ان کے حق میں وہ دعا کی جا سکے جو واقعی ان کا حق ہے۔

ا۔ ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ کی تقریروں اور خطبات کی

نام سپیڈ ۳۵ الفاظ فی منٹ رہی ہے لیکن جب حضور انور مجلس علم و عرفان میں رجو ہمیشہ بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں منعقد ہوا کرتی تھی) ۱۰۰ الفاظ تک فی منٹ کی رفتار سے بھی تقریر فرمایا کرتے تھے۔ بلکہ بعض اوقات تو یہ رفتار بڑھ کر ۱۲۰ الفاظ فی منٹ تک بھی ہو جاتی تھی (خود خاکسار راقم نے بعض ملفوظات اسی رفتار سے قلمبند کئے تھے) اس رفتار میں تقریروں کا قلمبند کرنا کوئی معمولی بات نہیں۔ ایک بہت بڑا کام ہے۔

۳۔ یہ انکشاف بھی اکثر احباب کے لئے علمی شاید نیا ہو گا کہ حضور انور کی ایک گھنٹہ کی تقریر الفضل کے آٹھ صفحات پر حاوی ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور انور جلسہ سالانہ کے ایام میں جو علمی تقاریر فرماتے رہے ہیں اور جو عموماً سات گھنٹوں کی ہوا کرتی تھیں وہ الفضل کے ۷۵ صفحات کی ہوتی تھیں۔ یعنی درسی کتابی سائز (۲۲×۲۰/۱۶) کے ۲۴۴ صفحات۔ آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مولانا محمد یعقوب صاحب طاہر نے "جو سیر روحانی" جیسی جلسہ سالانہ کی علمی تقریریں قلمبند کی ہوں گی ان پر ان کے جسم کی کتنی قوت صرف ہوئی ہو گی۔ میرا ان کی صحت کی خرابی کے بارہ میں نظریہ ہمیشہ یہی رہا کہ ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ تحریری خدمات میں قوت صرف کرتے ہوئے گذرا۔

۴۔ یوں تو شعبہ زود نویسی میں کئی لوگ رکھ آتے اور جاتے رہے۔ مگر مستقل طور پر اس محکمہ میں اگر کسی شخص نے کام کیا ہے تو وہ مولانا موصوف تھے۔ چونکہ کام کی نوعیت بہت سخت تھی اور محنت طلب کام ہوتا تھا۔ اس لئے اکثر زود نویس کام سے گھبرا کر چلے جاتے تھے۔ عام طور پر اگر ایک زود نویس کو روزانہ مجلس عرفان کی ڈائری لکھنی پڑے تو وہ فلسکیپ کے قریباً چالیس صفحات پر حاوی ہوتی تھی۔ یا یوں سمجھئے کہ الفضل کے سات یا آٹھ صفحات کی ہوتی تھی۔ اور یہ اتنا بڑا کام ہے کہ ایک عام آدمی اسے سمجھ نہیں سکتا۔ یعنی پہلے تو مجلس کے اندر شکستہ خط میں ڈائری لکھنا اور پھر اسے گھر پہ آکر اسی وقت صاف کرنا جس کا مطلب یہ ہے کہ روزانہ اسی صفحات تحریر کرنا۔ لیکن یہ مولانا محمد یعقوب صاحب کا دل گردہ ہی تھا کہ انہوں نے بڑی استقامت کے ساتھ اس عہدہ وفا کو نبھایا۔ اور رہتی دنیا تک جماعت کی دعاؤں کے مستحق بن گئے۔

۵۔ شعبہ زود نویسی میں جب کوئی نیا زود نویس آتا تھا تو یہ خاکسار کا ذاتی تجربہ ہے کہ مولانا محمد یعقوب صاحب اسے بڑی محبت اور شفقت سے ... کے ساتھ زود نویسی کے متعلق خاص گر بتایا کرتے تھے اور اس کے مرتب کردہ خطبات و تقاریر پر نظر ثانی کرتے وقت اصلاح طلب مقامات کے بارہ میں سمجھایا کرتے تھے۔ لہذا اپنے ماتحت زود نویسوں کے ساتھ بڑی محبت سے پیش آیا کرتے تھے گویا جہاں تک ان کی ایک افسر کی حیثیت تھی اس سے زود نویس مطمئن و ممنون رہتے تھے

۵۔ یوں تو زود نویسی کے لئے اردو شارٹ ہینڈ بھی ایجاد ہو چکا ہوا ہے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ شارٹ ہینڈ اس شعبہ میں کام نہیں دیتا تھا۔ اور ایک نوجوان عبد الکریم صاحب شرما جنہیں شارٹ ہینڈ کی ٹریننگ دلائی گئی تھی۔ ان کا کہنا تھا کہ حضور انور کے خطبات اور تقاریر کے لئے شارٹ ہینڈ "Standard" کام نہیں دے سکتا۔ انہوں نے اس شعبہ میں کچھ ماہ تک کام کیا لیکن چونکہ ان کا بازو متاثر ہونے لگا تھا یعنی وہ بعض اوقات اپنے بازو میں سکتے یا شل ہونے کی کیفیت پاتے تھے اس لئے وہ اس شعبہ میں کام نہ کر سکے۔ ان کے مقابل پر مولانا محمد یعقوب صاحب نے جو فن ایجاد کیا تھا اور جو شارٹ ہینڈ کے بالکل برعکس تھا وہ "لانگ ہینڈ" Long hand یعنی الفاظ کو شکستہ خط میں اس کی پوری شکل میں لکھا جاتا تھا۔ اور اس فن میں مولانا کو ہی مہارت تھی کہ وہ ستر فی صد الفاظ تحریر کر لیا کرتے تھے۔ کا۔ کو۔ کے۔ سا۔ سے وغیرہ الفاظ چھوڑتے جاتے تھے جنہیں صاف کرتے وقت پُر کر لیتے تھے۔ اور یہی وہ فن تھا جو وہ نو آزمودہ زود نویسوں کو تھوڑی سی دیر میں سمجھا دیا کرتے تھے۔ لیکن کوئی بھی زود نویس اس رفتار کو نہ پہنچ سکا جو مولانا موصوف کی تھی یعنی ستر فی صد۔ دوسرے زود نویس عام طور پر زیادہ سے زیادہ ۵۰ فیصد الفاظ لکھا کرتے تھے۔ اور باقی جسے مرتب کرتے وقت پُر کیا کرتے تھے ظاہر ہے کہ ۵۰ فیصد کی نسبت ۷۰ فیصد لکھنے والا زیادہ عمدگی سے مرتب کر سکتا ہے اسی لئے مولانا محمد یعقوب صاحب کو یہ سرٹیفکیٹ ملا۔ اور جلیل القدر مصلح موعود کی طرف سے ملا کہ

"ان کے لکھے ہوئے مضمون کے متعلق میرا ذہن یہ تو تسلیم کر سکتا تھا کہ کسی بات کے بیان کرنے میں مجھ سے غلطی ہو گئی ہے مگر میرا ذہن یہ تسلیم نہیں کرتا تھا کہ انہوں نے کسی بات کو غلط طور پر تحریر کیا ہے"

۶۔ ایک گھنٹہ کی تقریر یا خطبہ کو صاف کرنے کے لئے آٹھ گھنٹے درکار ہوتے ہیں۔ اس شرط کے ساتھ کہ ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر اسے صاف کر لیا جائے جبکہ ساری تقریر زود نویس کے ذہن میں موجود ہو ورنہ زیادہ وقت گذر جانے پر وہ تقریر ذہن سے اتر جائے گی۔ اور اپنا لکھا ہوا بھی پڑھنا دشوار ہو جائے گا۔ اسی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مولانا محمد یعقوب صاحب جنہوں نے حضور انور کے ہزاروں خطبات جمعہ اور خطبات نکاح اور تقاریر اور مجلس عرفان کی ڈائریاں اور مختلف تقاریب کی تقریریں قلمبند کیں۔ انہوں نے کس قدر زیادہ محنت کی ہو گی۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کرسی پر بیٹھ کر قلم سے لکھ لینا بھلا کون مشکل کام ہے لیکن درحقیقت یہ آسان کام نہیں ہے۔ اس کا اثر جہاں دوسرے اعصاب پر پڑتا ہے وہاں کمر خاص طور پر متاثر ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ مولانا محمد یعقوب صاحب طاہر کی کمر مسلسل اور بہت زیادہ محنت کے کام کی وجہ سے مستقل طور پر ایک طرف جھکی ہوئی تھی۔ بیان بالشت تھی جو منجمد ہو کر ایک سانچے میں ڈھل گئی تھی۔ میں قربان جاؤں اس جھکی ہوئی کمر پر جس نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظیم الشان خدمت میں جھک کر جماعت کے لئے حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالے کے علم و عرفان کا ایک بیش قیمتی ذخیرہ محفوظ کر دیا۔ جس سے رہتی دنیا تک روحانیت کے پیاسے اپنی تشنگی کو بجھاتے رہیں گے۔

مولانا مرحوم کو قرآن حدیث اور فقہ کے علوم پر کافی عبور حاصل تھا۔ اور ان کے حوالجات اس طرح یاد تھے کہ وہ ایک چلتے پھرتے انسائیکلوپیڈیا تھے۔ میرے جیسے کم علم اور کم تجربہ زود نویس جب حضور انور کے خطبات و تقاریر نوٹ کرتے تھے تو جلدی میں لکھنے کی وجہ سے اور پھر رفتار تحریر کم ہونے کے باعث بعض حوالے رہ جاتے تھے جنہیں نظر ثانی کے وقت مولانا موصوف ہی لکھا کرتے تھے وہ طب یونانی اور ہومیوپیتھی میں بھی کافی شغف رکھتے تھے۔ میں نے ایک مرتبہ قادیان میں ان سے استعجاباً دریافت کیا کہ آپ ہومیوپیتھی کی اتنی بڑی بڑی کتابیں بھی زیر مطالعہ رکھتے ہیں اور پھر اتنا زیادہ کام بھی کرتے ہیں تو فرمانے لگے کہ ابتداء میں جب میں نے زود نویسی شروع کی تو میں نے دیکھا کہ حضور اپنی تقریروں اور خطبات میں بعض دوائیوں کا ذکر بھی فرماتے ہیں جن کے نام مجھے نہیں آتے تھے اور دوسرے لوگوں سے دریافت کرنا پڑتا ہے اور اس طرح ایک تشنگی سی محسوس ہوتی ہے۔ لہذا میں نے علم طب کی طرف توجہ کی۔ گویا یہ طلب علم کے علاوہ ان کی غیرت کا تقاضا بھی تھا جو انہوں نے پورا کیا۔

جہاں تک شارٹ ہینڈ کا تعلق ہے یہ ایک مفید فن ہے لیکن جیسا کہ میں نے اوپر عرض کیا ہے شارٹ ہینڈ اس شعبہ میں کام نہیں دے سکتا تھا کیونکہ شارٹ ہینڈ لکھنے والوں کو اتنی لمبی اور علمی تقریریں لکھنے کی پریکٹس نہیں دی جاتی وہ عام طور پر لیڈروں کی تقریریں یا "صاحب" کے لکھائے ہوئے مسودات لکھتے ہیں۔ جن کی رفتار بہت کم ہوتی ہے۔ اور لیڈروں کی تقریریں تو صرف جستہ جستہ مقامات سے ہی محفوظ کی جاتی ہیں لیکن حضور انور ایدہ اللہ تعالے کے خطبات کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک زیر و زبر محفوظ کرنا ہوتا تھا۔ اور منٹوں کے حساب سے نہیں بلکہ گھنٹوں کے حساب سے تقریریں ہوا کرتی تھیں۔ لہذا شارٹ ہینڈ والے یہاں نہیں چل سکتے تھے۔ اور یہاں لانگ ہینڈ ہی کام دے سکتا تھا۔ اور اس فن کی ایجاد اور اسے اس کمال عروج تک پہنچانے کا سہرا مولانا محمد یعقوب صاحب مرحوم کے سر ہی تھا۔ جنہوں نے اس فن میں اس قدر دسترس حاصل کی اور اللہ تعالے نے اپنی تائید و نصرت سے انہیں ایسا نوازا کہ حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ نے آپ کو وہ عظیم الشان سرٹیفکیٹ عطا کیا جس کا ذکر اوپر آ چکا ہے۔

مولانا مرحوم بڑی ہی شگفتہ اور باغ و بہار طبیعت رکھتے تھے۔ اور انہیں چٹکلے اور لطیفے یاد ہی نہ تھے بلکہ انہیں بیان کرنے کا عمدہ سلیقہ تھا۔ گو وہ اپنے فرائض کی مصروفیات کے باعث عام طور پر مجالس سے مجتنب رہتے تھے لیکن اپنے مخصوص احباب کے حلقہ میں اپنی شگفتگی طبع کے باعث وہ مقبول و محبوب تھے۔

بہر حال مولانا مرحوم اپنے فن میں یکتائے روزگار تھے بلکہ ایسا کہنا چاہیئے کہ وہ اس فن کے ورلڈ چیمپئن تھے World Champion تھے۔ اور اللہ تعالے نے انہیں اس فن میں اتنی دستگاہ بخشی تھی۔ اور ان کے قلم اور بازو میں اتنی طاقت دی تھی جس میں کوئی ان کا ہمسر نہ تھا۔ اور وہ اکیلے دس آدمیوں کے برابر کام کرتے تھے۔ اسلام کے صدر اول میں چونکہ مجبوراً تلوار کے جہاد کی ضرورت پیش آئی تھی اس لئے اللہ تعالے نے صحابہ کرام میں ایسے ایسے جری اور بہادر پیدا کئے جو اکیلے اکیلے بیسیوں دشمنوں کا مقابلہ کر کے کامیاب ہوا کرتے تھے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ چونکہ قلمی جہاد کا زمانہ ہے اس لئے اس زمانہ میں ایسے ہی لوگوں کی ضرورت تھی جو اکیلے دس دس بیس بیس آدمیوں جتنا قلم کا کام کریں چنانچہ آپ دیکھیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی جیسے لوگ تھے جو زود نویسی کے فن میں شائق تھے اور حضور علیہ السلام کی سیر کے وقت کی ڈائری بھی چلتے چلتے قلمبند کر لیا کرتے تھے۔ حالانکہ چلتے چلتے لکھنا ایک بہت ہی مشکل امر ہے۔ پس قلمی جہاد کے زمانہ میں قلمی مجاہدین اور شہسواروں کی ضرورت تھی۔ جو اپنے وقت میں مولانا محمد یعقوب صاحب نے بڑی عمدگی اور بڑے ہی سلیقہ کے ساتھ پوری کی۔ اب تو ریکارڈنگ مشینیں نکل آئی ہیں لیکن مولانا مرحوم اپنے زمانہ کی ریکارڈنگ مشین تھے۔ اور ان کے کمزور سے جسم اور کمزور سے بازوؤں کو اللہ تعالے نے حیرت انگیز قوت عطا کی تھی۔ اور وہ بظاہر بیمار اور ضعیف سا انسان سلسلہ عالیہ احمدیہ کی وہ خدمت کر گیا جو دو کئی افراد مل کر بھی نہیں کر سکتے تھے۔

اللہ تعالے مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور مرحوم کے پسماندگان کا ہمیشہ حافظ و ناصر رہے۔ آمین ۔

وصـــــــایا

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کو دے ۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۳۵۸۰ ۔ میں عبد الحمید انصاری ولد خواجہ عبد الواحد صاحب انصاری ۔ قوم احمدی، پیشہ تجارت عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن حیدر آباد ۔ ڈاکخانہ حیدر آباد ۔ ضلع حیدر آباد صوبہ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸-۱۱-۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔

میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے :۔

ایک دستی گھڑی قیمت ۱۰۰/- روپے، موٹر سائیکل قیمت ۱۵۰۰/- روپے میں اپنی اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں ۔ میری وفات کے وقت میری جو جائیداد ہو گی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی ۔ اس وقت میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو آندھرا آٹو موبائیل سروس عنبر بازار میں پرائیویٹ سروس سے ۱۴۰/- روپے ماہوار مجھے مل رہا ہے میں اپنی موجودہ و آئندہ آمد کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں ۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۔

العبد خواجہ عبد الحمید انصاری موصی ۸-۱۱-۶۴ ۔ گواہ شد مولوی احمد حسین ولد مولوی مومن حسین صاحب مرحوم مومن منزل سعید آباد حیدر آباد دکن ۸-۱۱-۶۴ ۔ گواہ شد سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن ۸-۱۱-۶۴

وصیت نمبر ۱۳۵۸۱ ۔ میں منور بیگم بیوہ سید عظیم شاہ صاحب مرحوم قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۶ء ساکن حیدر آباد ۔ ڈاکخانہ حیدر آباد ضلع حیدر آباد ۔ صوبہ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶-۱۱-۶۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں ۔ میری اس وقت جائیداد حسب ذیل ہے :۔

(۱) حق مہر شوہر سے نہیں ملا تھا ۔ بیوہ ہو گئے بھی ۲۵ سال ہو چکے ہیں (۲) زیور کوئی نہیں (۳) میری ملکیت ایک مکان جو محلہ فرسٹ لانسر میں ہے ۔ اس مکان کا رقبہ اندازاً ۲۰۰ گز ہے ۔ اور موجودہ قیمت اندازاً ۴۵۰۰/- روپے ہے ۔ اس مکان میں چار کمرے اور چار دوکانیں ہیں ۔ میں اس کے ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں ۔ میری وفات کے وقت میری جو جائیداد ہو گی اس کے بھی ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی ۔ مجھے اپنی دوکانوں وغیرہ کا کرایہ ۴۸/- روپے ماہوار مل جاتا ہے میں اپنی آمد کے بھی ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں ۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

الامتہ نشان انگوٹھا منور بیگم ۶-۱۱-۶۴ ۔ گواہ شد خواجہ عبد الحمید صاحب انصاری ولد خواجہ عبد الواحد صاحب انصاری ساکن محلہ مراد نگر حیدر آباد ۶-۱۱-۶۴ ۔ گواہ شد خواجہ عبد الواحد صاحب انصاری ولد خواجہ عبد الرحیم صاحب انصاری ساکن محلہ مراد نگر حیدر آباد دکن ۶-۱۱-۶۴ ۔

وصیت نمبر ۱۳۵۸۲ ۔ میں احمد عبد الرشید ولد احمد عبد اللہ صاحب قوم احمدی پیشہ ملازمت سرکاری عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن حیدر آباد ڈاکخانہ حیدر آباد ضلع حیدر آباد صوبہ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸-۱۱-۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں ہے ۔ میں سرکاری ملازم ہوں جہاں سے مجھے ۱۰۵/- روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے ۔ میں اپنی موجودہ و آئندہ آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں ۔ میری وفات کے وقت میری جو جائیداد ہو گی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی ۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۔

العبد عبد الرشید موصی چیچل گوڑہ حیدر آباد دکن ۸-۱۱-۶۴ ۔ گواہ شد شمس الدین صاحب ولد محمد اسمٰعیل صاحب ساکن چیچل گوڑہ حیدر آباد دکن ۶-۱۱-۶۴ ۔ گواہ شد مولوی احمد حسین صاحب ولد مولوی مومن حسین صاحب مرحوم منزل سعید آباد حیدر آباد دکن ۸-۱۱-۶۴ ۔

وصیت نمبر ۱۳۵۸۳ ۔ میں رشید احمد ولد سیٹھ محمد حسین صاحب مرحوم ۔ قوم احمدی پیشہ تجارت عمر ۲۸ سال تاریخ پیدائشی احمدی ساکن حیدر آباد ڈاکخانہ حیدر آباد ضلع حیدر آباد صوبہ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸-۱۱-۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے :۔

(۱) ایک مکان واقعہ محلہ ملے پلی جدید ۲۵۱ بی کلاس جس کی موجودہ قیمت تین ہزار روپیہ ۳۰۰۰/- ہے

(۲) مکان ۵/۱۴/۱۳ محلہ مبارک کوچہ حسینی علم حیدر آباد جس کی موجودہ قیمت پندرہ ہزار روپیہ ہے

(۳) تجارتی سرمایہ پندرہ ہزار روپیہ ۱۵۰۰۰/-

میں اپنی مذکورہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں ۔

میری وفات کے وقت میری جو جائیداد ثابت ہو گی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی ۔ مجھے اپنے تجارتی کاروبار سے ۲۰۰/- روپے ماہوار آمد ہو جاتی ہے ۔ میں اپنی موجودہ و آئندہ آمد کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۔ العبد رشید احمد موصی ۸-۱۱-۶۴ ۔ گواہ شد سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ لال ٹیکری حیدر آباد دکن ۸-۱۱-۶۴ ۔ گواہ شد سید عمر صاحب ولد سید حسین صاحب ساکن کاچی گوڑہ حیدر آباد دکن ۸-۱۱-۶۴ ۔

وصیت نمبر ۱۳۵۸۷ ۔ میں یوسف حسین ولد مولوی احمد حسین صاحب قوم احمدی پیشہ تجارت عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن حیدر آباد دکن ۔ ڈاکخانہ حیدر آباد ضلع حیدر آباد صوبہ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷-۱۱-۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میری غیر منقولہ جائیداد اس وقت کوئی نہیں ہے ۔ البتہ تجارتی کاروبار میں سرمایہ ۸۰۰۰/- روپے ہے میں اپنی جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں ۔ میری وفات کے وقت میری جو جائیداد ہو گی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی ۔ مجھے اس وقت تجارتی کاروبار سے مبلغ ۱۵۰/- روپے ماہوار آمد ہو جاتی ہے میں اپنی موجودہ و آئندہ آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۔ العبد یوسف حسین موصی ۷-۱۱-۶۴ ۔ گواہ شد سیٹھ محمد معین الدین صاحب ولد سیٹھ محمد حسین صاحب لال ٹیکری حیدر آباد دکن ۷-۱۱-۶۴ ۔ گواہ شد مولوی احمد حسین صاحب ولد مولوی مومن حسین صاحب ساکن مومن منزل محلہ سعید آباد حیدر آباد دکن ۷-۱۱-۶۴ ۔

وصیت نمبر ۱۳۵۸۸ ۔ میں محمودہ بیگم زوجہ عبد الحمید صاحب انصاری قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن حیدر آباد ۔ ڈاکخانہ حیدر آباد ضلع حیدر آباد صوبہ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷-۱۱-۶۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں ۔

میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے ۔ غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے منقولہ جائیداد یہ ہے

(۱) حق مہر ۲۰۰۰/- روپے بذمہ شوہر ہے (۲) سرمایہ تجارتی صنعتی مبلغ ۵۰۰۰/- روپیہ (۳) زیورات یہ ہیں (الف) چندن ہار طلائی بارہ تولہ قیمت ۱۲۰۰/- روپے (ب) نیکلس طلائی ۲½ تولہ قیمت ۲۵۰/- روپے (ج) نیکلس طلائی دو تولہ قیمت ۲۰۰/- روپے (د) ایئر رنگ ایک تولہ قیمت ۱۰۰/- روپے (ہ) انگوٹھیاں طلائی چار عدد وزنی دو تولہ ۲۰۰/- روپے (و) ہنسلین سلائی ۲۵۰/- روپے میں اپنی مندرجہ بالا تمام جائیداد کے ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں میری وفات کے وقت میری جو جائیداد ثابت ہو گی اس کے بھی ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی ۔ علاوہ ازیں مجھے مذکورہ بالا سرمایہ سے ۲۵/- روپے ماہوار آمد ہو جاتی ہے ۔ میں اپنی موجودہ آمد و آئندہ آمد کے بھی ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں ۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۔ الامتہ محمودہ بیگم موصیہ ۷-۱۱-۶۴ ۔ گواہ شد عبد الحمید انصاری صاحب ولد عبد الواحد انصاری صاحب ساکن نیو کمیٹی حیدر آباد دکن ۷-۱۱-۶۴ ۔

گواہ شد سیٹھ محمد معین الدین صاحب ولد سیٹھ محمد حسین صاحب مرحوم ساکن لال ٹیکری حیدر آباد دکن ۷-۱۱-۶۴ ۔

وصیت نمبر ۱۳۵۸۹ ۔ میں منورہ بیگم زوجہ مرزا احمد اللہ بیگ صاحب قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن حیدر آباد ۔ ڈاکخانہ حیدر آباد ضلع حیدر آباد صوبہ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷-۱۱-۶۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں ۔ میری جائیداد غیر منقولہ کوئی نہیں ہے ۔ منقولہ جائیداد حسب ذیل ہے ۔

(۱) حق مہر ۲۰۰۰/- روپیہ جو میرے شوہر کے ذمہ واجب الادا ہے ۔

(۲) نقدی ۷۰۰۰/- روپیہ جو اعظم بیڑی فیکٹری میں بطور سرمایہ لگا ہوا ہے

(۳) زیورات (۱) چندن ہار طلائی پندرہ تولہ ۱۵۰۰/- روپیہ (۲) نیکلس طلائی ایک عدد تین تولہ قیمت اندازاً ۳۰۰/- روپے (۳) چوڑیاں طلائی تین تولے قیمت ۳۰۰/- روپے (۴) انگوٹھیاں طلائی ۴ عدد، دو تولے قیمت ۲۰۰/- روپے (۵) ٹاپس طلائی ایک جوڑی و انگوٹھی ایک عدد، ہاتھ کے کڑے نیکلس طلائی یہ پورا سٹ جملہ چار تولے ہے قیمت ۴۰۰/- روپے ۔ میں اپنی مندرجہ بالا تمام جائیداد کے ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں میری وفات کے وقت میری جو جائیداد ثابت ہو گی اس کے بھی ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی ۔

مذکورہ بالا تجارتی کاروبار سے مجھے ۲۵۰/- روپے ماہوار آمد ہو جاتی ہے ۔ میں اس کے بھی اور آئندہ جو بھی آمد ہو گی اس کے بھی ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۔

الامتہ منورہ بیگم موصیہ ۷-۱۱-۶۴ گواہ شد مرزا احمد اللہ بیگ صاحب ولد مرزا اولاد علی بیگ صاحب مرحوم لال ٹیکری حیدر آباد دکن شوہر موصیہ ۷-۱۱-۶۴ ۔ گواہ شد سیٹھ معین الدین صاحب ولد سیٹھ محمد حسین صاحب مرحوم لال ٹیکری حیدر آباد ۷-۱۱-۶۴

وصیت نمبر ۱۳۵۹۰ ۔ میں مبارکہ بیگم بنت سیٹھ محمد معین الدین صاحب قوم احمدی

پیشہ خانہ داری عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن حیدر آباد۔ ڈاکخانہ حیدر آباد ضلع حیدر آباد صوبہ آندھرا الیقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۲/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے۔

(۱) مبلغ پانچہزار روپیہ نقد جو منافع پر کاروبار کے لئے آندھرا آٹو موبائیل کو دیا ہوا ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ یہی وصیت میری آئندہ جائیداد پر بھی حاوی ہوگی۔ میری وفات کے وقت میری جو جائیداد ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

مجھے مذکورہ بالا کاروبار سے ماہانہ اندازاً ۱۵/- روپے آمد ہو جاتی ہے میں اپنی موجودہ و آئندہ آمد کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ الامتہ مبارکہ بیگم موصیہ ۱۱/۲/۶۴۔ گواہ شد سیٹھ محمد معین الدین صاحب ولد سیٹھ محمد حسین صاحب مرحوم ساکن لال ٹیکری حیدر آباد خاوند موصیہ۔

گواہ شد سیٹھ محمد بشیر الدین صاحب ولد سیٹھ محمد معین الدین صاحب ساکن لال ٹیکری حیدر آباد دکن ۱۱/۲/۶۴۔

وصیت نمبر ۱۳۵۴۱ - میں محمد منیر الدین ولد سیٹھ محمد معین الدین صاحب قوم احمدی پیشہ تجارت عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن حیدر آباد۔ ڈاکخانہ حیدر آباد ضلع حیدر آباد و صوبہ آندھرا الیقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۲/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد غیر منقولہ اس وقت کوئی نہیں ہے منقولہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

(۱) مبلغ دس ہزار روپیہ کار خانہ اعظم مارکٹ میں جو لال ٹیکری میں میرے نام سے بطور سرمایہ جمع ہے میں اپنی موجودہ و آئندہ جائیداد کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جو جائیداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ مجھے فی الوقت تجارتی کاروبار سے ماہانہ ۲۵/- روپے ملتے ہیں میں اپنی موجودہ و آئندہ آمد کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد محمد منیر الدین موصی ۱۱/۲/۶۴

گواہ شد سیٹھ محمد معین الدین صاحب ولد سیٹھ محمد حسین صاحب مرحوم والد موصی ساکن ۵/۱۱ مکان نمبر ۲۸ لال ٹیکری حیدر آباد حیدر آباد دکن ۱۱/۲/۶۴۔ گواہ شد محمد بشیر الدین صاحب ولد سیٹھ محمد معین الدین صاحب ساکن حیدر آباد دکن ۱۱/۲/۶۴۔

وصیت نمبر ۱۳۵۴۲ - میں محمد بشیر الدین صاحب ولد سیٹھ محمد معین الدین قوم احمدی پیشہ تجارت عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن حیدر آباد۔ ڈاکخانہ حیدر آباد ضلع حیدر آباد صوبہ آندھرا الیقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۲/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے (۱) غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے (۲) منقولہ جائیداد۔ تجارتی سرمایہ آندھرا آٹو سروس مکان نمبر بازار حیدر آباد دکن میں لگا ہوا ہے چھ ہزار روپیہ ہے۔ میں اس سے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری آئندہ جو جائیداد ہوگی یا میری وفات کے وقت جو جائیداد ہوگی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۳) مجھے تجارتی کاروبار سے ماہوار ۳۰۰/- روپے آمد ہو جاتی ہے۔ میں اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری آئندہ جو آمد ہوگی اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد محمد بشیر الدین موصی ۱۱/۲/۶۴۔ گواہ شد محمد منیر الدین صاحب ولد سیٹھ محمد معین الدین صاحب برادر موصی ساکن لال ٹیکری حیدر آباد ۱۱/۲/۶۴۔ گواہ شد سیٹھ محمد معین الدین صاحب ولد سیٹھ محمد حسین صاحب والد موصی ساکن لال ٹیکری حیدر آباد دکن ۱۱/۲/۶۴۔

وصیت نمبر ۱۳۵۵۹ - میں سید سلیمان ولد سید ابراہیم صاحب قوم احمدی پیشہ ملازم سرکاری عمر ۴۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن حیدر آباد۔ ڈاکخانہ حیدر آباد ضلع حیدر آباد صوبہ آندھرا الیقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳/۱/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو بصورت تنخواہ مجھے ۱۲۶/- روپے ماہوار مل رہی ہے۔ میں اپنی موجودہ و آئندہ آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جو جائیداد ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد سید سلیمان موصی ۱۳/۱/۶۴۔ گواہ شد سید مصطفیٰ حسین صاحب ولد سید کریم الدین صاحب محلہ ملے پلی حیدر آباد دکن۔ گواہ شد سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن ۱۳/۱/۶۴۔

وصیت نمبر ۱۳۵۶۰ - میں کریم احمد بی۔ ایم ولد بی۔ ایم بشیر احمد صاحب قوم احمدی پیشہ طالب علم عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن بنگلور ڈاکخانہ خاص ضلع بنگلور صوبہ میسور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/۲/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری کوئی غیر منقولہ جائیداد نہیں۔ منقولہ جائیداد صرف گھڑی ہے جس کی قیمت اندازاً

ہمپاس روپے ہوگی۔ علاوہ ازیں مجھے والد محترم کی طرف سے پانچ روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے میں اپنی جائیداد جو موجود ہے یا آئندہ بوقت وفات ثابت ہو اس کے دسویں حصہ کی صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتا ہوں اور اپنی آمد کے دسویں حصہ کی بھی۔ میں آئندہ جو جائیداد پیدا کر سکا یا جب بھی میری آمد بڑھی اس کی اطلاع دفتر وصیت قادیان کو کرتا رہوں گا وباللہ التوفیق۔

۲۷/۲/۶۴ کاتب المعروف ملک صلاح الدین ایم۔ اے

مؤلف اصحاب احمد قادیان

العبد کریم احمد بی۔ ایم ۲۷/۲/۶۴ گواہ شد عبد الرحیم مکانہ کارکن مجلیا قادیان

گواہ شد عبد الحق بی۔ اے معلم تعلیم الاسلام سکول قادیان ۲۷/۲/۶۴

وصیت نمبر ۱۳۴۶۳ - سیدہ محبوب بی۔ اے زوجہ چوہدری عبید اللہ قوم سید پیشہ خانہ داری عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ بتاریخ ۱۲/۱/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد اپنی اس وصیت کی مد میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خزانہ میں داخل کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

(۳) اگر اس کے بعد کوئی جائداد اور پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میں اپنے اس عہد نامہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میری منقولہ جائیداد حسب ذیل ہے:-

(۱) حق مہر بذمہ خاوند ۲۵۰۰/- روپیہ (۲) کنگن طلائی ایک جوڑی وزنی ۳۲ گرام (۳) چوڑیاں طلائی چار عدد ۱۲ گرام (۴) لاکٹ طلائی ایک عدد ۸ گرام (۵) ہار طلائی ایک عدد ۳۰ گرام (۶) جھمکا طلائی دو جوڑی ۲۷ گرام (۷) ٹوپس طلائی ایک جوڑی ۴ گرام (۸) انگوٹھیاں طلائی دو عدد ۲۰ گرام

کل وزن زیورات طلائی ۱۵۴ گرام کی قیمت بازاری بحساب ۱۰/۱۲ روپیہ فی گرام مبلغ ۱۷۲۵/- روپیہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ فی الحال میرے پاس کوئی جائیداد منقولہ نہیں ہے۔

الامتہ سیدہ محبوب موصیہ بقلم خود ۱۲/۱/۶۴۔ گواہ شد محمد عبید اللہ خاوند موصیہ ۱۲/۱/۶۴ گواہ شد عبد القدیر بقلم خود درویش واقف زندگی

وصیت نمبر ۱۳۴۸۸ - میں سیدہ میمونہ النساء زوجہ ڈاکٹر محمد امام صاحب قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن بنگلور ڈاکخانہ بنگلور ضلع بنگلور صوبہ میسور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۱/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد غیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا حق مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ ہے جو میرے شوہر کے ذمہ واجب الادا ہے۔ زیور چوڑیاں چار عدد طلائی وزن اندازاً چھ تولہ گلوبند طلائی ایک عدد دو تولہ۔ جھمکا طلائی ایک عدد نصف تولہ۔ چین طلائی ایک عدد وزنی چار تولہ کل زیورات ساڑھے دس تولہ اس کے علاوہ میرے پاس ایک طلائی کرن اور ایک طلائی نارہ بھی ہے جس کا وزن اندازاً ایک تولہ ہے۔ گویا کل زیور طلائی ساڑھے گیارہ تولے ہے جن کی موجودہ قیمت اندازاً پندرہ سو روپیہ ۱۵۰۰/- ہے۔ میں اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جو جائیداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ الامتہ سیدہ میمونۃ النساء صاحبہ ۱۳/۱/۶۴۔

گواہ شد ڈاکٹر محمد امام ولد محمد حسین صاحب ۱۱/۱ البرٹ وکٹر روڈ فورٹ بنگلور ۲۔

گواہ شد۔ بی۔ ایم عبد الرحیم صاحب صدر جماعت احمدیہ ۳۰ البرٹ وکٹر روڈ بنگلور ۲ ۱۱/۱/۶۴

وصیت نمبر ۱۳۵۰۷ - میں بی بی مریم زوجہ کے سی محمود صاحب قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کنانور ڈاکخانہ و ضلع کنانور صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹/۱/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے۔

حق مہر ۲۵۰/- روپے کا تھا جو میں اپنے شوہر سے وصول کر چکی ہوں اور جس سے میں نے زیور بنوا لیا تھا۔ میرے پاس اس وقت یہ زیور ہے (۱) ہار طلائی ڈیڑھ تولہ قیمت ۱۶۰/- روپے (۲) کانٹے طلائی نصف تولہ قیمت ۴۰/- روپے (۳) چوڑیاں طلائی چار عدد وزنی ڈیڑھ تولہ قیمت ۱۶۰/- روپیہ (۴) انگوٹھی وزنی دو ماشہ قیمت ۲۰/- روپے اس کے علاوہ مجھے اپنے شوہر کی طرف سے دس روپیہ ماہوار جیب خرچ ملتا ہے میں اپنی مذکورہ بالا تمام جائیداد قیمتی ۳۸۰/- روپے اور ماہوار جیب خرچ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جو جائیداد ثابت ہوگی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ الامتہ بی بی مریم موصیہ ۱۹/۱/۶۴۔ گواہ شد کے سی محمود صاحب ولد عبد القادر صاحب ساکن کنانور شوہر موصیہ۔ گواہ شد ابن عبد الرحیم صاحب ولد حمزہ صاحب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے

تین اہم ارشادات

حضرت اقدس احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

(۱) "اپنے چندوں کو بڑھاؤ اور خدا کی رحمت کو کھینچو کیونکہ جتنا تم چندہ دو گے اس سے ہزاروں گنا تمہیں ملے گا اور دنیا کی ساری دولت کھینچ کر تمہارے قدموں میں ڈال دی جائے گی جس کے متعلق تمہارا فرض ہوگا کہ سلسلہ احمدیہ کے لئے خرچ کرو تاکہ دنیا کے چپہ چپہ پر مبلغ بھیجے جا سکیں اور ساری حکومتیں اسلام میں داخل ہو جائیں آپ کو یہ بات بڑی معلوم ہوتی ہوگی مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑی نہیں"۔

(۲) ادائیگی چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق حضور نے ارشاد فرمایا کہ:-

"چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق کئی سالوں سے دیکھا گیا ہے کہ جو جماعتیں شروع سال میں چندہ دیتی ہیں وہ تو دے دیتی ہیں اور جو شروع میں نہیں دیتیں اُن کے ذمہ بقایا رہ جاتا ہے جس کی وجہ سے ہمارے سالانہ بجٹ کو نقصان پہنچتا ہے اور ان کے ذمہ بھی بعض دفعہ دو سال کا چندہ اکٹھا ہو جاتا ہے حالانکہ جلسہ سالانہ کا چندہ ایک ایسی چیز ہے جس کے دینے کا ہمارے ملک میں سالہا سال سے رواج چلا آیا ہے"۔

(۳) عہدیداران، بقایا داران اور بے شرح افراد کی اصلاح کے لئے حضور نے فرمایا کہ

"جہاں تک میں سمجھتا ہوں ہمارے بجٹ میں کمی کا بڑا دخل ان نادہندوں کا ہے جو سلسلہ میں شامل ہونے کے باوجود اخلاص کی کمی کی وجہ سے مالی قربانیوں میں حصہ نہیں لیتے اسی طرح وہ لوگ جو مقررہ شرح کے مطابق چندہ نہیں دیتے یا بقایوں کی ادائیگی میں سستی سے کام لیتے ہیں۔ ان کی غفلت بھی سلسلہ کے لئے نقصان کا موجب ہو رہی ہے۔ پس میں تمام امراء اور سیکرٹریان جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ انہیں روحانی اور تربیتی اصلاح کے ساتھ ساتھ نادہندوں اور شرح سے کم چندہ دینے والوں کے بارہ میں اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہیئے تاکہ ان میں بھی قربانی کا جذبہ پیدا ہو اور وہ بھی اپنے دوسرے بھائیوں کے دوش بدوش اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے ثواب میں شریک ہو سکیں"۔

حضور کے مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں اگر جماعت کے تمام افراد اپنی مالی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے باشرح چندوں کی ادائیگی کی طرف توجہ کریں۔ اور باوجود اپنی ذاتی اور خاندانی مشکلات کے سلسلہ کی ضروریات کو مقدم [illegible] اور نادہندہ اور بقایا دار احباب بھی سستی اور غفلت کو ترک کر کے اپنی مالی ذمہ داری کو ادا کرنا شروع کر دیں تو سلسلہ کی بہت سی مشکلات کا ازالہ ہو سکتا ہے۔

امید ہے کہ جماعتوں کے امراء، صدر صاحبان، سیکرٹریان مال اور مبلغین کرام خاص طور پر کوشش اور جد و جہد کر کے وصولی چندہ جات کی پوزیشن کو درست بنانے کی طرف بروقت توجہ کریں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو زیادہ خدمت دین و اسلام کی توفیق بخشے اور سلسلہ کی جملہ مشکلات کو اپنے فضل سے دور فرمائے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

خاکسار ناظر بیت المال قادیان

درخواست دعا ہماری جماعت کے نہایت مخلص دوست مکرم مولوی حامد رشید صاحب کے فرزند عزیزم میاں رفیق احمد نے میٹرک کا امتحان دیا ہوا ہے۔ جملہ صحابہ کرام و افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام بزرگان سلسلہ و درویشان قادیان و احباب جماعت کی خدمات میں درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے عزیزم موصوف کو اعلیٰ نمبروں پر کامیاب کرے اور خادم دین بنائے۔ آمین ثم آمین۔ خاکسار سید [illegible] احمد [illegible]

برائے داخلہ مدرسہ احمدیہ قادیان

احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان توجہ فرمائیں

صدر انجمن احمدیہ قادیان مبلغین سلسلہ کی ضروریات کے پیش نظر تعلیمی سال کی ابتداء میں مولوی فاضل کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے طلباء کا داخلہ مدرسہ احمدیہ میں کرتی رہی ہے۔ لہٰذا اس سال بھی اس ضرورت کی تکمیل کے لئے طلباء درکار ہیں۔ اس لئے احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان سے درخواست ہے کہ اپنے بچوں کو مدرسہ احمدیہ کے داخلہ کے لئے مرکز میں بھجوائیں۔ داخلہ فارم نظارت ہذا سے حاصل کر کے مکمل اور صحیح خانہ پری کے بعد ۱۵ اپریل ۱۹۶۵ء تک نظارت ہذا کو بھیج جانے چاہئیں۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل امور قابل توجہ و ضروری ہیں۔

۱۔ بچے کی تعلیم کم از کم مڈل اسٹینڈرڈ تک ہونی ضروری ہے۔

۲۔ بچہ اردو زبان بخوبی لکھ پڑھ سکتا ہو۔

۳۔ نیز قرآن کریم ناظرہ روانی سے پڑھ سکتا ہو۔

نوٹ:- صدر انجمن احمدیہ قادیان کی جانب سے چار وظائف بھی مقرر ہیں جو طالب علم کی ذہنی، اخلاقی، تعلیمی اور اقتصادی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے دیئے جائیں گے۔ خواہشمند احباب مقررہ تاریخ تک فارم پُر کر کے نظارت ہذا کو ارسال فرمائیں۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

امتحان کتب سلسلہ

سابقہ دستور کے مطابق نظارت ہذا امسال بھی امتحان کتب سلسلہ کا انتظام کر رہی ہے۔ چنانچہ یہ امتحان نظارت ہذا کی مقرر کردہ تاریخ مورخہ ۲ مئی ۱۹۶۵ء کو منعقد ہوگا۔ شمولیت کرنے والے احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اسماء مع ولدیت متعلقہ صدر جماعت کے توسط سے ۱۵ اپریل ۱۹۶۵ء تک نظارت ہذا کو ارسال فرما دیں تاکہ ان اسماء کی تعداد کو ملحوظ رکھتے ہوئے احباب کے رول نمبرز اور پرچہ جات کی ترسیل بآسانی کی جا سکے۔

مذکورہ بالا امتحان کے لئے اس مرتبہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بابرکت تصنیفات "ایک غلطی کا ازالہ" اور "حقیقۃ الوحی" کو بطور نصاب منتخب کیا گیا ہے۔ اول الذکر کتابچہ کو گذشتہ دنوں حکومت مغربی پاکستان نے ضبط کر لیا تھا۔ لیکن جماعت کے پُرزور احتجاج اور پُر درد دعاؤں کے نتیجہ میں حکومت مغربی پاکستان کو اپنے اس فیصلہ پر نظر ثانی کرتے ہوئے اس نامناسب [illegible] کے حکم کو منسوخ کرنا پڑا۔ الحمد للہ۔

لہٰذا اس لحاظ سے بھی اس کتاب کا مطالعہ احباب کے لئے نہایت ضروری ہے۔ امید ہے کہ احباب مندرجہ بالا ہر دو کتب کے امتحان میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت فرماتے ہوئے اس کی روحانی برکات سے استفادہ فرمائیں گے۔

کتابچہ جات مذکورہ بالا احمدیہ بک ڈپو قادیان سے علی الترتیب معاوضہ ایک آنہ اور مبلغ چار آنہ فی کاپی حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

محلہ احمدیہ قادیان میں ٹیلیفون

جملہ احباب جماعت کو یہ معلوم کر کے خوشی ہوگی کہ محلہ احمدیہ قادیان میں مندرجہ ناموں پر ٹیلیفون لگائے گئے ہیں:-

(۱) حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ——— ٹیلیفون نمبر ۲۹

(۲) ناظر امور عامہ ——— " نمبر ۱۷

احباب ٹیلیفون کے یہ نمبر نوٹ فرمالیں۔ اور حسب ضرورت ان دونوں نمبروں پر دن یا رات بوقت فون کر سکتے ہیں۔ دس بجے رات کے بعد ٹیلیفون نمبر ۲۹ پر فون کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس ٹیلیفون پر ہر وقت آدمی موجود ہوتا ہے۔ جن دوستوں کے اپنے ہاں فون ہو وہ مہربانی کر کے اپنے فون نمبر سے مطلع فرمادیں تاکہ حسب ضرورت [illegible] کرنے میں سہولت رہے۔

ناظر امور عامہ قادیان

سب ڈویژنل مجسٹریٹ صاحب بٹالہ کی قادیان میں تشریف آوری!

شری اے ـ پی ـ ڈی نسل بٹالہ کے سب S.D.M صاحب مورخہ ۲۷/۳/۶۵ کو پہلی مرتبہ قادیان تشریف لائے ـ آپ قریباً دس بجے بعد دوپہر بذریعہ کار بٹالہ سے قادیان کے سرکاری ریسٹ ہاؤس میں پہنچے ـ جماعت کی طرف سے ان کی خدمت میں احمدیہ ایریا میں تشریف لا کر چائے کی درخواست کی گئی ـ جسے منظور فرماتے ہوئے آپ ۵ ½ بجے شام ہمارے ایریا میں تشریف لائے ـ جب آپ احمدیہ بازار میں اپنی کار سے نیچے اُترے ـ تو مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز قائمقام امیر مقامی مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم ـ اے ناظم جائیداد ـ قریشی عبد الماجد صاحب بی ـ اے ـ بی ـ ایڈ ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ـ مکرم منظور احمد صاحب سوز ایم ـ اے نائب ناظر تعلیم ـ چوہدری عبد القدیر صاحب محاسب اور دیگر ذمہ دار احباب نے آپ کو خوش آمدید کہا ـ

اس تعارف اور خوش آمدید کے بعد جناب ایس ـ ڈی ـ ایم صاحب مدرسہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام سکول میں تشریف لے گئے ـ یہاں آپ نے سکول کی نئی عمارت کو دیکھا بورڈنگ میں موجود مختلف صوبہ جات کے طلباء سے ملے ـ اور آپ یہ معلوم کر کے بہت متاثر ہوئے کہ قادیان میں ہندوستان کے دور دراز علاقوں سے بچے تعلیم حاصل کرنے آئے ہوئے ہیں ـ

اس کے بعد آپ نصرت گرلز سکول اور احمدیہ خیر اُمت شفاخانہ میں تشریف لے گئے شفاخانہ میں آپ روزانہ مریضوں کی تعداد اور شفاخانہ میں ادویات کے متعلق دریافت فرماتے رہے اور شفاخانہ کی ویزیٹر بک کا بھی ملاحظہ فرمایا ـ

ازاں بعد آپ مہمانخانہ میں تشریف لے گئے جہاں اس عمارت کے فرش کی مرمت کا کام ہو رہا تھا ـ مہمانخانہ میں آپ نے چائے نوش فرمائی ـ اس دوران میں مرکز قادیان کی اہمیت اور مختلف جماعتی معلومات کے متعلق گفتگو ہوتی رہی ـ ان کو بتایا گیا کہ قادیان کی بین الاقوامی مذہبی پوزیشن کے پیش نظر یہاں تقسیم سے پہلے سر شری شانتی سروپ بھٹناگر سائنسدان سر ماریس گائیر چیف جسٹس آف فیڈرل کورٹ آف انڈیا ـ سر ڈگلس ینگ چیف جسٹس پنجاب اور تقسیم کے بعد آچاریہ ونوبا بھاوے ـ شری گیڈگل گورنر پنجاب ـ جنرل کریاپا ـ سابق کمانڈر انچیف اور جنرل چوہدری جیسی شخصیتیں تشریف لا چکی ہیں ـ اور جماعت احمدیہ کا شاخیں ہندوستان کے مختلف کونوں کے علاوہ دنیا کے تمام ملکوں میں موجود ہیں ـ اور دنیا کے ہزاروں احمدیوں کے دل میں اپنے مقدس مرکز کے لئے محبت اور تڑپ ہے ـ اور مختلف ملکوں سے لوگ زیارت کے لئے یہاں آتے رہتے ہیں ـ

یہاں سے فارغ ہونے کے بعد آپ چند منٹوں کے لئے دفتر نظارتیں میں تشریف لے گئے ـ جہاں سید محمد شریف صاحب نے مختصر طور پر اپنے مخصوص اور دلچسپ انداز میں گفتگو فرمائی ـ اور یہ بتایا کہ جماعت احمدیہ تمام مذہبی پیشواؤں کی عزت اور احترام کرتی ہے ـ اور جس حکومت میں بھی ہو ـ اس کے قانون کی پابند رہتی ہے ـ

چونکہ جناب ایس ـ ڈی ـ ایم صاحب نے میونسپلٹی میں بھی سرکاری کام کے لئے تشریف لے جانا تھا ـ اس لئے آپ مقبرہ بہشتی اور مساجد کی زیارت نہ کر سکے ـ اور قریباً ساڑھے چھ بجے واپس تشریف لے گئے ـ اور جاتی دفعہ وعدہ فرمایا کہ جب آئندہ آئیں گے تو پھر ہمارے ایریا میں تشریف لا کر مقامات مقدسہ کی زیارت کریں گے ـ

ہم جماعت کی طرف سے جناب نسل صاحب ایس ـ ڈی ـ ایم کی تشریف آوری کے [illegible] کے ممنون ہیں ـ آپ ایک قابل اور باوقار نوجوان آفیسر ہیں ـ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو بہتر رنگ میں اس علاقہ کی بہبودی اور خدمت کی توفیق بخشے ـ آمین ـ

ناظر امور عامہ قادیان

آپ کا چندہ

۲۸/۳/۶۵ اور ۲۸/۴/۶۵ سے ختم ہے

مہربانی فرما کر چندہ بوا پسی ڈاک ارسال فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں (مینجر بدر)

۱۰۲۰ ـ جناب قوام علی بیگ ایم ـ جی ـ بی ـ ایس نیا گڑھ
۱۰۲۴ ـ ” ایس ـ ایم یوسف صاحب بمبئی
۱۰۶۶ ـ ” عبد الصمد صاحب بھدروتی
۱۰۶۷ ـ ” جنابہ طاہرہ صاحبہ
۱۰۸۹ ـ جناب ایم ـ کے یوسف صاحب منگلورٹ
۱۰۹۷ ـ ” سیٹھ محمد الیاس صاحب آچوی
۱۰۹۸ ـ ” ” برانچ بلجگہ
۱۰۹۹ ـ ” ” ” دھنوارڑہ
۱۱۰۰ ـ ” ” ” اوچگور
۱۱۰۱ ـ جنابہ محمودہ بیگم صاحبہ
۱۱۰۲ ـ جناب خورالدین صاحب سیل مین درگ
۱۱۷۶ ـ ” خواجہ محمد یوسف صاحب کھوروں
۱۱۷۷ ـ ” راجہ امیر اللہ صاحب ”
۱۱۸۶ ـ ” سید محمد زکریا صاحب بھدرک
۱۱۹۳ ـ ” ایم محمد عثمان صاحب سولپ
۱۱۹۴ ـ ” سید محمد عقیل صاحب حیدر آباد
۱۱۹۷ ـ ” سید عبد الرزاق صاحب بنگلور
۱۱۹۸ ـ ” ولی محمد صاحب اروڈی گھاٹ
۱۲۰۰ ـ ” محمد صدیق صاحب کرڈاپلی
۱۲۰۱ ـ ” عبد الرزاق صاحب بمبئی
۱۲۰۷ ـ ” عبد القادر صاحب شاہ آباد
۱۲۰۸ ـ ” نور الدین صاحب وکیل شورہ پور
۱۲۱۰ ـ ” ہندوستان پیپر آرٹ حیدر آباد
۱۲۴۸ ـ جناب سیکرٹری صاحب انجمن احمدیہ
۱۲۴۹ ـ ” محمد امام صاحب بھگاور
۱۲۷۵ ـ ” سید محمد محسن صاحب سمالندپور
۱۲۷۹ ـ ” سید محمد یونس صاحب احمدی سورو
۱۲۵۸ ـ احمدیہ مسلم مشن ہبلی
۱۲۷۶ ـ جناب عبد العظیم صاحب کھرگ پور
۱۲۸۴ ـ ” مولانا محمد سلیم صاحب کلکتہ
۱۴۴۴ ـ ” کے کنجو صاحب
۱۴۴۵ ـ ” شریف احمد صاحب جٹارا
۱۴۳۶ ـ گرینڈ سٹور شورنل گنڈہ

۱۶۱۹ ـ جناب احمد نبی صاحب یاڈی پورہ
۱۶۱۷ ـ ” ایس ـ اے رضی احمد صاحب
۱۶۱۹ ـ ” صد بیدار محمد یوسف صاحب کشمیر
۱۶۲۲ ـ ” انوار احمد صاحب راکھ
۱۶۲۳ ـ ” ضیاء العارفین صاحب خونگیر
۱۶۲۸ ـ ” ماسٹر محمد شریف صاحب ملانوں
۱۶۳۲ ـ محترمہ سیدہ محبوب صاحبہ بھاگل پور
۱۶۷۱ ـ جناب ایس ـ کے غلام ہادی صاحب بھدرک
۱۶۷۲ ـ ” ڈاکٹر ایچ ایس حسین صاحب مدراس
۱۶۷۷ ـ ” خورشید عالم صاحب بمبئی
۱۴۵۶ ـ ” محمد سعید صاحب کانپور
۱۴۶۰ ـ ” محمود احمد صاحب سوہی دھرسالی
۱۴۷۴ ـ ” سی مبارک احمد صاحب بمبئی
۱۴۸۴ ـ ” ایم ـ ایس صادق علی کھنڈوا

درخواستہائے دعا

۱ ـ میرے بھائی عبد اللہ قریشی اور دوست قمر الدین صاحب قریشی نے گلبرگ میں ملازمت کے لئے انٹرویو دیا ہے ـ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو جلد اچھی ملازمت عطا فرمائے ـ

۲ ـ میرے چھوٹے بھائی محمد یوسف قریشی بی ـ ایس ـ سی سال دوم کا امتحان دے رہے ہیں ـ اور احمدی دوست رشاد ناظم الدین صاحب پی ـ یو ـ سی کا امتحان دے رہے ہیں ـ ایک دوسرے بھائی عبد الحکم صاحب قریشی میٹرک کا امتحان دے رہے ہیں ـ ان سب کی کامیابی کے لئے درویشان قادیان ـ بزرگان دین احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے ـ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان سب کو نمایاں کامیابی عطا فرمائے ـ آمین ـ

خاکسار محمد عبد الحفیظ قریشی اور یرتیا پورمی اورنگ آباد

نیویارک ۲۹ ـ مارچ ـ روسی کمیونسٹ پارٹی کے فرسٹ سیکرٹری مسٹر بریژنیف نے اس بات کا اشارہ دیا ہے کہ اجتماعی زراعتی فارم جن پر روسی کمیونزم کو ٹھیکہ کھڑا ہے مستقبل میں کسی وقت توڑ دیئے جائیں گے اور کسانوں کو الگ الگ اپنی زمین کاشت کرنے کی اجازت دے دی جائے گی ـ یاد رہے کہ سٹالن کے عہد میں یہ سسٹم رائج کیا گیا تھا ـ اور بے شمار لوگوں کو ان کی ملکیت سے محروم کر دیا گیا تھا ـ